# انتخاب میراجی

مرتبہ: سعداللہ شاہ

kitaabiyat.blogspot.com

# DISCLAIMER

All the books we provide on Kitaabiyat, are the digitalized versions of the Hardcopies we OWN. We **don't** promote piracy. If you like the books then **support their authors** by buying the originals.

Posting of our books in any forum/board/blog/website is STRICTLY PROHIBITED.

Uploading of our books to any other media uploading service / community reading services (i.e SCRIBD), without our permission is prohibited.

The hardwork we do, in presenting the books to you, takes quite lot of effort. With every page Photoshopped, and every line checked for its readability, should be respected

Some people are **stealing** our work, we need your help, if you see our books anywhere other than Kitaabiyat, please let us know. We'll consider it your support for the promotion of **Urdu Literature**.

Support us by keep visiting and also by telling others about Kitaabiyat.

Prof. Muhammad Akbar Qureshi

kitaabiyat.blogspot.com

# فہرست


| | |
|---|---|
| نغمۂ محبت | ۷ |
| چل چلاؤ | ۹ |
| نارسائی | ۱۱ |
| کٹھور | ۱۳ |
| برہا | ۱۴ |
| دکھ دل کا دارو | ۱۵ |
| چنچل | ۱۷ |
| ایک تصویر | ۱۸ |
| ابوالہول | ۲۰ |
| میں ڈرتا ہوں مسرت سے | ۲۲ |
| اجالا | ۲۴ |
| اونچا مکان | ۲۵ |
| ایک منظر | ۲۹ |
| شام کو راستے پر | ۳۱ |
| افتاد | ۳۵ |
| جہالت | ۳۹ |
| تن آسانی | ۴۲ |
| بقا | ۴۴ |
| جوہو کے کنارے | ۴۶ |
| خدا | ۴۸ |
| سمندر کا بلاوا | ۵۰ |
| آشا اور آنسو | ۵۳ |
| خمیازہ | ۵۴ |
| رات کے سائے | ۵۵ |
| صدا بصحرا | ۵۷ |
| مکتی | ۵۸ |
| اس کی آنکھیں اس کے بال | ۵۹ |
| اے لڑکی | ۶۰ |
| وقت کا راگ | ۶۱ |
| الجھن کی کہانی | ۶۳ |
| چار آنکھیں اور ایک نظر | ۶۵ |
| مجھے چاہے نہ چاہے دل تیرا | ۶۷ |
| ایک ہی ٹھاٹھ | ۶۸ |
| طالب علم | ۶۹ |
| مجھے گھر یاد آتا ہے | ۷۲ |
| اے چیتے | ۷۴ |
| جوانی کے گھاؤ | ۷۷ |
| ایک عورت اور ایک تجربہ | ۷۹ |
| جنگل میں انوار | ۸۰ |
| ہزل | ۸۲ |
| گیت | ۸۳ |
| غزل | ۱۱۹ |
| مجھ کو تینوں یکساں ہیں | ۱۳۵ |
| نئی بات پرانی بات | ۱۳۷ |
| بات چیت | ۱۳۹ |
| خودکشی | ۱۴۲ |


kitaabiyat.blogspot.com

# نغمۂ محبّت

مجھے چاہے نہ چاہے دل تیرا تو مجھ کو چاہ بڑھانے دے
اِک پاگل پریمی کو اپنی چاہت کے نغمے گانے دے

تُو رانی پریم کہانی کی چُپ چاپ کہانی سنتی جا
یہ پریم کی بانی سُنتی جا، پریمی کو گیت سنانے دے

یہ چاہت میرا جذبہ ہے میرے دل کا میٹھا نغمہ
ان باتوں سے کیا کام تجھے ان باتوں کو کہہ جانے دے

تُو دُور اکیلی بیٹھی ہے سکھ سُندرتا کی مستی میں
میں دُور بہا جاتا ہوں پریم کی ندّی میں بہہ جانے دے

kitaabiyat.blogspot.com

گر بھولے سے اس جذبے کا تو گیت جوانی گا بیٹھی
یہ جادو سب مٹ جائے گا اس کو جوبن پر آنے دے

ہاں جیت میں کوئی نہیں ہے نشہ، یہ بات ہے جیت سے دوری میں
جو راہ رسیلی چلتا ہوں اُس راہ پہ چلتا جانے دے

پابند نظمیں

---



# چل چلاؤ

بس دیکھا اور پھر بھول گئے،
جب حُسن نگاہوں میں آیا
من ساگر میں طوفان اُٹھا
طوفان کو چنچل دیکھ ڈری۔ آکاش کی گنگا دودھ بھری
اور چاند چُھپا، تارے سوئے، طوفان مٹا، ہر بات گئی
دِل بھول گیا پہلی پُوجا، من مندر کی مورت ٹوٹی
دن لایا باتیں انجانی، پھر دن بھی نیا اور رات نئی
پیتم بھی نئی، پریمی بھی نیا، سکھ سیج نئی ہر بات نئی
اک پل کو آئی نگاہوں میں جھلمل جھلمل کرتی، پہلی
سندرتا اور پھر بھول گئے۔
مت جانو ہمیں تم ہرجائی،
ہرجائی کیوں، کیسے؟ کیسے؟
کیا داد جو اک لمحے کی ہو وہ داد نہیں کہلائے گی؟
جو بات ہو دل کی، آنکھوں کی،
تم اُس کو ہوس کیوں کہتے ہو؟
جتنی بھی جہاں ہو جلوہ گری اُس سے دل کو گرمانے دو۔

kitaabiyat.blogspot.com

جب تک ہے زمیں
جب تک ہے زماں
یہ حُسن و نمائش جاری ہے !
اس ایک جھلک کو چھچھلتی نظر سے دیکھ کے جی بھر لینے دو

ہم اس دُنیا کے مسافر ہیں
اور قافلہ ہے ہر آن رواں،
ہر بستی ، ہر جنگل، صحرا اور رُوپ منوہر پربت کا
اک لمحہ من کو لبھائے گا ، اِک لمحہ نظر میں آئے گا

ہر منظر ، ہر انساں کی دَیا ، اور میٹھا جادو عورت کا
اِک پل کو ہمارے بس میں ہے ، پل بیتا ، سب مٹ جائے گا
اس ایک جھلک کو چھچھلتی نظر سے دیکھ کے جی بھر لینے دو ،
تم اس کو ہوس کیوں کہتے ہو ؟
کیا داد جو اِک لمحے کی ہو وہ داد نہیں کہلائے گی ؟

ہے چاند فلک پر اِک لمحہ،
اور اک لمحہ یہ ستارے ہیں،
اور عمر کا عرصہ بھی ، سوچو ! اک لمحہ ہے !

؎ میرا جی کی نظمیں



# نارسائی

رات اندھیری ، بن ہے سُونا ، کوئی نہیں ہے ساتھ
پَوَن جھکولے پیڑ ہلائیں ، تھر تھر کانپیں پات
دِل میں ڈر کا تیر چُبھا ہے ، سینے پہ ہے ہاتھ
رہ رہ کر سوچوں یوں کیسے پُوری ہو گی رات ؟

برکھا رُت ہے اور جوانی ، لہروں کا طوفان،
پیتم ہے نادان ، مرا دل رسموں سے انجان،
کوئی نہیں جو بات سجھائے ، کیسے ہوں سامان ؟
بھگوان ! مجھ کو راہ دکھا دے، مجھ کو دے دے گیان

چپّو ٹوٹے ، ناؤ پرانی ، دُور ہے کھیون ہارا ،
بیری ہیں ندی کی موجیں اور پیتم اُس پار ۔
سُن لے سُن لے دُکھ میں پکارے اِک پریمی بیچارا
کیسے جاؤں ، کیسے پہنچوں ، کیسے جتاؤں پیار ؟

kitaabiyat.blogspot.com

کیسے اپنے دِل سے مٹاؤں برہ اگن کا روگ ؟
کیسے سمجھاؤں پریم پہیلی ، کیسے کروں سنجوگ ؟
بات کی گھڑیاں بیت نہ جائیں دُور ہے اُس کا دیس
دُور دیس ہے پیتم کا اور میں بدلے ہوں بھیس

(۳۱ مارچ ۱۹۳۴ء)





# کٹھور

دھرتی پر پربت کے دھبّے ، دھرتی پر دریا کے جال ؛
گہری جھیلیں ، چھوٹے ٹیلے ، ندّی نالے ، باولی ، تال ؛
کالے ، ڈرانے والے جنگل ، صاف ، چمکتے سے میدان
لیکن من کا بالک اُلٹا ، ہٹ کرتا جائے ہر آن ؛
انوکھا لاڈلا ، کھیلن کو مانگے چندرمان !
سُندر سانولی موہن گوری گود میں لیں کاندھے سے لگائیں
میٹھی ، رسیلی ، ہلکی ہلکی صدا میں لوری ۔ گیت سُنائیں
لیکن روتے ، روتے مچلے ، مچل مچل کر ہو ہلکان ؛
میرے من کا بالک اُلٹا ، ہٹ کرتا جائے ہر آن
انوکھا لاڈلا ، کھیلن کو مانگے چندرمان !
چُن چُن کلیاں صاف اور اُجلی ، نرم ، چمکتی سیج بچھائیں
گلے لگائیں چومیں چاٹیں ، سو نازوں سے ساتھ سلائیں
سوئے نہ سونے دے اوروں کو ، جاگے ، جگائے رکھے ہر آن
میرے من کا بالک اُلٹا ، ہٹ کرتا جائے ہر آن ؛
انوکھا لاڈلا ، کھیلن کو مانگے چندرمان !

(۱۹۳۲ ۔ ۱۹۳۴ء)



kitaabiyat.blogspot.com

# بِرہا

سیمابی اور عنابی چھینٹے ہیں اندھیری راتوں کے
جیسے منتر ہوں جنگل کے جادوگر کی باتوں کے
یا ساون میں کالی گھٹاؤں کی تیکھی برساتوں کے
دِل پر چھانے والے نغمے، بے ہوشی لانے والے!

ایسی راتیں ــــ چندا گھونگھٹ کاڑھے چھپکے ہوتے ہیں؛
اور گنتی کے چند ستارے نیند میں کھوئے کھوتے ہیں؛
پیڑ اور پتّے، ٹہنی ٹہنی تاریکی میں دھوتے ہیں،
دِل کو ڈرانے والے سائے، دِل کو دہلانے والے!

سائے، کالے کالے سائے رینگ رینگ کر چلتے ہیں
اور اِن کالے سایوں سے بھوتوں کے جھنڈ اُبلتے ہیں
دِل میں اندھے، بے بس، بے پایاں جذبات مچلتے ہیں
گیت بنانے والے، نغمے چاہت کے گانے والے!

(۱۹۳۵ء)





# دُکھ۔ دِل کا دارو

سفید بازو،
گداز ا ننّنے
زباں تصوّر میں حظ اُٹھائے
اور انگلیاں بڑھ کے چھُونا چاہیں مگر انہیں برق ایسی لہریں
سمٹتی مٹھی کی شکل دے دیں۔
سفید بازو گداز اننّنے کہ اُن کو چھونے سے اک جھجک روکتی چلی جائے، روک ہی دے،
اور ایسے احساس اپنی خاصیتیں بدل کر
تمام ذہنی رگوں کے تاروں کو چھیڑ جائیں۔
اور ایک سے ایک مِل کے سب تار جھنجھنائیں
اور ایک جھنجلا کے کروٹیں لیتی گونج کو نیند سے جگائیں
اور ایسے بیدار ہوں اچھوتے، عجیب جذبے:
میں اُن کو سہلاؤں اتنی شدت سے، چٹکیاں لوں کہ سیمگوں سطح عکس بن جائے نیلگوں بحرِ بیکراں کا،
اور اس طرح دل کی گہری خلوت میں ایسی آشائیں کروٹیں لیں
کہ ایک خنجر
اُتار دوں میں چھُپا چھُپا کر

kitaabiyat.blogspot.com

سفید، مرمر سے مخملیں جسم کی رگوں میں
اور ایک بے بس، حسین پیکر
مچل مچل کر تڑپ رہا ہو
مری نگاہوں کے دائرے میں
رگوں سے خُوں کی اُبلتی دھاریں
نکل نکل کر پھسل رہی ہوں، پھسلتی جائیں
سفید، مرمر سے جسم کی چاندرنگ ڈھلوان سے ہر اک بوند گرتی جائے
لپٹتی جائے ادھورے، بکھرے ہُوئے پریشاں لباس کی خشک و تر تہوں میں؛
اور ایک بے بس، حسین عورت کے آنسوؤں میں
مری تمنّائیں اپنی شدّت سے تھک تھکا کر
عجیب تسکین اور ہلکی سی نیند کے اک سیاہ پردے میں چھُپتی جائیں
سیاہ پردہ وہ رات کا ہو!۔

(۱۹۳۵ء)





# چنچل

"کبھی آپ ہنسے، کبھی نین ہنسیں، کبھی نین کے بیچ ہنسے کجرا"
کبھی سارا سُندر انگ ہنسے، کبھی انگ رُکے ہنس دے گجرا
یہ سُندرتا ہے یا کوتا، میٹھی میٹھی مستی لاتے
اس رُوپ کے ہنستے ساگر میں ڈگ مگ ڈولے من کا بجرا
یہ موہن مدھ متوالی ہے یہ مے خانے کی چنچل ہے
یہ رُوپ لُٹاتی ہے سب میں، پر آدھے منہ پر آنچل ہے؛
کیا ناز انوکھے اور نئے سیکھے اِندر کی پریوں سے
اور ڈھنگ منوہر اور زہری سوجھے ساگر کی پریوں سے
پہلے سپنے میں آتی ہے، پازیبوں کی جھنکاروں میں
آوارہ کر کے چین مرا، چھُپ جاتی ہے سیاروں میں۔

(۱۹۳۵ء)



kitaabiyat.blogspot.com

# ایک تصویر

سولہ سنگاروں سے سج کر اِک سیج پہ گوری بیٹھی ہے،
پیتم آتے نہیں، آئیں گے، چُپکی رستہ تکتی ہے
لاکھ لگا کر پاؤں سجائے جگمگ جگمگ کرتے ہیں
پریمی دِل کو گرم، " اُبلتے، وحشی خون سے بھرتے ہیں
نینوں میں کاجل کے ڈورے انگ بڑھاتے ہیں
ننھّے، کالے کالے بادل جگ پر چھاتے جاتے ہیں
ماتھے پر سیندور کی بندی یا آکاس پہ تارا ہے
دیکھ کے آجائے گا جو بھولا بھٹکا آوارہ ہے
نرم، رسیلے، صاف، پھسلتے گال پہ تِل کا بھنورا ہے
رُوم رُوم سندر کا سنگاروں سے سنورا سنورا ہے
کانوں میں دو بُندے جیسے ننھّے منّے جھُولے ہیں
چنچل اچپل سندرتا کے سُکھ میں سب کچھ بھُولے ہیں
جوڑا بیل بنا لپٹا ہے باہنیں گویا ڈالی ہیں،
بیل اور ڈالی کی رُدھیں یوں مست ہیں مدمتوالی ہیں



لیکن پیتم آتے نہیں ہیں، آئیں گے، آجائیں گے،
اندر نگر کی خوشیوں والی بستی آ کے دکھائیں گے،
پھر پاؤں کی پازیبیں پریمی کو راگ سنائیں گی
میٹھے لمحوں کی باتوں کے گیتوں سے بہلائیں گی؎

(۶۱۹۳۶)

---

؎ میراجی کی نظمیں

kitaabiyat.blogspot.com

# ابوالہول

بچھا ہے صحرا اور اُس میں ایک ایستادہ صورت بتا رہی ہے
پرانی عظمت کی یادگار آج بھی ہے باقی ؛

نہ اب وہ محفل، نہ اب وہ ساقی
مگر انہی محفلوں کا اک پاسباں کھڑا ہے ؛
فضائے ماضی میں کھو چکی داستانِ فردا
مگر یہ افسانہ خواں کھڑا ہے ؛
زمانہ ایوان ہے، یہ اس میں سُنا رہا ہے پرانے نغمے،
میں ایک ناچیز و ہیچ ہستی
فضائے صحرا کے گرم و ساکن، خموش لمحے
مجھے یہ محسوس ہو رہا ہے
ابھی وہ آجائیں گے سپاہی
وہ تُند فوجیں
دلوں میں احکام بادشاہوں کے لے کے آجائیں گی اُفق سے ؛



ہوائے صحرا نے چند ذرّے کیے پریشاں
ہے یا وہ فوجوں کی آمد آمد؟
خیال ہے، یہ فقط مرا اک خیال ہے، میں خیال سے دل میں ڈر گیا ہوں،
مگر یہ ماضی کا پاسباں پُرسکون دل سے
زمیں پہ اک بے نیاز انداز میں ہے قائم ؎

(۱۹۳۶ء)

---

؎ میرا جی کی نظمیں

kitaabiyat.blogspot.com

# میں ڈرتا ہوں مسرّت سے

میں ڈرتا ہوں مسرّت سے
کہیں یہ میری ہستی کو
پریشاں، کائناتی نغمۂ مبہم میں اُلجھا دے؛
کہیں یہ میری ہستی کو بنا دے خواب کی صُورت؛

مری ہستی ہے اِک ذرّہ
کہیں یہ میری ہستی کو چکھا دے مہرِ عالم تاب کا نشّہ؛
ستاروں کا علمبردار کر دے گی، مسرّت میری ہستی کو
اگر پھر سے اسی پہلی بلندی سے ملا دے گی۔
تو میں ڈرتا ہوں ــــــ ڈرتا ہوں
کہیں یہ میری ہستی کو بنا دے خواب کی صورت؛

میں ڈرتا ہوں مسرّت سے
کہیں یہ میری ہستی کو



بھُلا کر تلخیاں ساری
بنا دے دیوتاؤں سا
تو پھر میں خواب ہی بن کر گزاروں گا
زمانہ اپنی ہستی کا *

(۱۹۳۶ء)

---

* میراجی کی نظمیں

kitaabiyat.blogspot.com

# اُجالا

آشا آئی سارے من کے دُکھ اِک پل میں مجھ کو بھُولے
من مندر میں سُکھ سنگت نے ایسی اُمنگیں آن جگائیں
جیسے کوئی ساون رُت میں پھلواری میں جھُولا جھُولے
کومل لہریں میرے من میں ایک انوکھی شوبھا لائیں
جیسے اونچے نیلے ساگر میں دو کُونجیں اُڑتی جائیں
جیسے بسنتی سماں سہانا من کو چنچل ناچ نچائے!
حیرانی ہے میرے من میں ایسی باتیں کہاں سے آئیں
من سویا تھا، سوئے ہوئے کو کون پکارے، کون جگائے
جیسے کوئی نوجیون کا ہرکارہ سندیسہ لائے؛
جس کے من میں آشا آئے بس وہی سمجھے، وہی بتائے

(۱۹۳۹ء)

---





# اونچا مکان

بے شمار آنکھوں کو چہرے میں لگائے ہُوئے استادہ ہے تعمیر کا اک نقشِ عجیب
اے تمدّن کے نقیب!
تری صورت ہے مہیب،
ذہن انسانی کا طوفان کھڑا ہے گویا؛
ڈھل کے لہروں میں کئی گیت سنائی مجھے دیتے ہیں، مگر
اُن میں ایک جوش ہے بیداد کا، فریاد کا ایک عکسِ دراز،
اور الفاظ میں افسانے ہیں بے خوابی کے۔
کیا کوئی روحِ حزیں
ترے سینے میں بھی بےتاب ہے تہذیب کے رخشندہ نگیں؟

گھُٹ کے لہریں ترے گیتوں کی مٹیں، مُجھ کو نظر آنے لگا
ایک تلخابہ کسی بادۂ بدرنگ کا اک ٹوٹے ہوئے ساغر میں،
نشّۂ مے سے نظر دھندلی ہوئی جاتی ہے
رات کی تیرہ فضا کیوں مجھے گھبراتی ہے؟

kitaabiyat.blogspot.com

رات کی تیرہ فضا میں تری آنکھوں کی چمک مجھ کو ڈرا سکتی نہیں ہے، میں تو
اس سے بھی بڑھ کے اندھیرے میں رہا کرتا تھا،
اور اسی تیرگیِ روح میں رخشاں تھے ستارے دُکھ کے،
اور کبھی بھول میں ہر نجمِ درخشاں سے لپک اُٹھتے تھے شعلے سکھ کے
جیسے روزن سے ترے تان لپکتی ہوئی پھیلاتی ہے بازو اپنے
جذب کر لیتا ہے پھر اُس کو خلا کا دامن،
یاد آنے لگے تنہائی میں بہتے ہوئے آنسو اپنے
وہی آنسو وہی شعلے سُکھ کے،
لیکن اک خواب تھا، اک خواب کی مانند لپک شعلوں کی تھی،
مری تخئیل کے پر طائرِ زخمی کے پروں کی مانند
پھڑ پھڑاتے ہوئے بے کار لرز اُٹھتے تھے،
مرے اعضا کا تناؤ مجھے جینے ہی نہ دیتا تھا، تڑپ کر یکبار،
جستجو مجھ کو رہائی کی ہوا کرتی تھی،
مگر افسوس کہ جب درد دوا بننے لگا مجھ سے وہ پابندی ہٹی،
اپنے اعصاب کو آسودہ بنانے کے لیے
بھول کر تیرگیِ رُوح کو میں آ پہنچا
اس بلندی کے قدم میں نے لیے
جس پہ تو سینکڑوں آنکھوں کو جھپکتے ہوئے استادہ ہے

ترے بارے میں سُنا رکھی تھیں لوگوں نے مجھے
کچھ حکایاتِ عجیب،



میں یہ سُنتا تھا ترے جسم کے انبار میں بستر ہے بچھا،
اور اک نازنیں لیٹی ہے وہاں، تنہائی
ایک بھیگی سی تھکن بن کے گھسی جاتی ہے
ذہن میں اُس کے، مگر وہ بے تاب
منتظر اس کی ہے پردہ لرزے
پیرہن ایک ڈھلکتا ہوا بادل بن جائے۔
اور در آئے اک ان دیکھی، انوکھی صورت،
کچھ غرض اس کو نہیں ہے اس سے
دل کو بھاتی ہے، نہیں بھاتی ہے۔
آنے والے کی ادا —
اس کا ہے ایک ہی مقصود، وہ استادہ کرے
بحرِ اعصاب کی تعمیر کا اک نقشِ عجیب
جس کی صورت سے کراہت آئے۔
اور وہ بن جائے ترا مدِ مقابل پل میں
ذہنِ انسانی کا طوفان کھڑا ہو جائے۔
اور وہ نازنیں بے ساختہ، بے لاگ، ارادے کے بغیر
ایک گرتی ہوئی دیوار نظر آنے لگے،
شب کے بے رُوح تماشائی کو،
بھول کر اپنی تھکن کا نغمہ
مختصر لرزشِ چشم در سے
ریگ کے قصر کی مانند انکسار کرے،

kitaabiyat.blogspot.com

بحرِ اعصاب کی تعمیر کا اِک نقشِ عجیب
ایک گرتی ہوئی دیوار کی مانند لچک کھا جاتے ۔

یہ حکایات مرے ذہن میں اک بوتے خراماں بن کر
جب کبھی چاہتی تھیں رقص کیا کرتی تھیں ،
اور اب دیکھتا ہوں سینکڑوں آنکھوں میں تری
ایک ہی چشمِ درخشاں مجھے آتی ہے نظر ،
کیا اسی چشمِ درخشاں میں ہے شعلہ سُکھ کا ؟
ہاتھ سے اپنے اب اس آنکھ کو میں بند کیا چاہتا ہوں ۔

(۱۹۴۱ء)

---

؎ میرا جی کی نظمیں



# ایک منظر؎

پھیل رہی ہے سیاہی ، رستہ بھول نہ جاتے راہی

آج اشنان کیا گوری نے (آج بھلا کیوں نہائی ؟)
یہ سنگار جال مایا کا ، اس نے کس سے نبھائی ؟
مورکھ ! چھوڑ نادانی کی باتیں ، کیسی دُھن یہ سمائی ؟

پھیل رہی ہے سیاہی ، رستہ بھُول نہ جاتے راہی ؛

چھوٹی گیسو کی چھایا تو دھیان انوکھا آیا ،
نٹ کھٹ برندابن سے ساتھ میں رادھا کو بھی لایا
رادھا مُکھ کی اُجلی مورت ، شیام گیسو کا سایا
سامنے جیوتی جاگ رہی ہے ، پیچھے گھور اندھیرا
دیکھ کے دو دُنیاؤں کا جلوہ ڈول اٹھا من میرا
دونوں اُڑائیں دھیان کے پنچھی کی جوگی والا پھیرا

kitaabiyat.blogspot.com

پھیل رہی ہے سیاہی، رستہ بھول نہ جائے راہی!

دونوں لوک دیکھ کے دھیان اک اور ہی جگ کا آیا،
دُور سے دیکھو تو اندھیارا، پاس اُجیالے کی مایا
مایا کا جب بندھن ٹوٹے، چھائے تھکن کا سایا

پھیلے پھر سے سیاہی، رستہ بھول ہی جائے راہی
(۱۹۴۱ء)

---





# شام کو، راستے پر

رات کے عکسِ تخیل سے ملاقات ہو جس کا مقصود
کبھی دروازے سے آتا ہے، کبھی کھڑکی سے
اور ہر بار نئے بھیس میں در آتا ہے۔
اس کو اک شخص سمجھنا تو مناسب ہی نہیں،
وہ تصور میں مرے عکس ہے ہر شخص کا، ہر انساں کا،
کبھی بھر لیتا ہے اک بھولی سی محبوبہ نادان کا بہروپ، کبھی
ایک چالاک، جہاں دیدہ و بے باک ستمگر بن کر
دھوکا دینے کے لیے آتا ہے، بہکاتا ہے،
اور جب وقت گزر جائے تو چھپ جاتا ہے۔

مری آنکھوں میں مگر چھایا ہے بادل بن کر
ایک دیوار کا روزن، اسی روزن سے نکل کر کرنیں
مری آنکھوں سے لپٹتی ہیں، مچل اٹھتی ہیں
آرزوئیں دلِ غم دیدہ کے آسودہ نہاں خانے سے!

اور میں سوچتا ہوں نور کے اس پردے میں
کون بے باک ہے، اور بھولی سی محبوبہ کون ؟
سوچ کو روک ہے دیوار کی، وہ کیسے چلے ؟
کیسے جا پہنچے کسی خلوتِ محبوب کے مخمور صنم خانے میں ؟
وہ صنم خانہ جہاں بیٹھے ہیں دو بُت ـــــــ خاموش،
اور نگاہوں سے ہر اک بات کہے جاتے ہیں،
ذہن کو ان کے دھندلکے نے بنایا ہے اک ایسا عکاس
جو فقط اپنے ہی من مانے مناظر کو گرفتار کرے۔
میں کھڑا دیکھتا ہوں، سوچتا ہوں، جب دونوں
چھوڑ کر دل کے صنم خانے کو گھر جائیں گے،
صحن میں تلخ حقیقت کو کھڑا پائیں گے،
ایک سوچے گا مری جیب، یہ دنیا، یہ سماج
ایک دیکھے گا وہاں اور ہی تیاری ہے،

مجھ کو الجھن ہے یہ کیوں، میں تو نہیں ہوں موجُود
رات کی خلوتِ محجوب کے مخمور صنم خانے میں
مِری آنکھوں کو نظر آتا ہے روزن کا دُھواں
اور دل کہتا ہے یہ دودِ دلِ سوختہ ہے،
ایک گھنگھور سکوں، ایک کڑی تنہائی
میرا اندوختہ ہے۔
مجھ کو کچھ فکر نہیں آج یہ دُنیا مٹ جائے،



مجھ کو کچھ فکر نہیں آج یہ بے کار سماج
اپنی پابندی سے دَم گھٹ کے فسانہ بن جائے،
مِری آنکھوں میں تو مرکوز ہے روزن کا سماں،
اپنی ہستی کو تباہی سے بچانے کے لیے
میں اسی روزنِ بے رنگ میں گھس جاؤں گا،
لیکن ایسے تو وہی بُت نہ کہیں بن جاؤں
جو نگاہوں سے ہر اک بات کہے جاتا ہے،
چھوڑ کر جس کو صنم خانے کی محجوب فضا
گھر کے بے باک، المناک سیہ خانہ میں
آرزوؤں پہ ستم دیکھتا ہے، گھلتا ہے،
میں تو روزن میں نہیں جاؤں گا، دُنیا مٹ جائے
اور دم گھٹ کے فسانہ بن جائے
سنگدل، خُون سکھاتی ہوتی، بے کار سماج،
میں تو اک دھیان کی کروٹ لے کر
عشق کے طائرِ آوارہ کا بہروپ بھروں گا پل میں،
اور چلا جاؤں گا اس جنگل میں
جس میں تُو، چھوڑ کے اِک قلبِ فسردہ کو اکیلے، چل دی،
راستہ مجھ کو نظر آئے نہ آئے، پھر کیا
ان گنت پیڑوں کے میناروں کو
میں تو چھُوتا ہی چلا جاؤں گا،
اور پھر ختم نہ ہوگی یہ تلاش

kitaabiyat.blogspot.com

جستجو روزنِ دیوار کی مرہونِ نہیں ہو سکتی ۔
میں ہوں آزاد ـــــ مجھے فکر نہیں ہے کوئی
ایک گھنگھور سکوں، ایک کڑی تنہائی
مرا اندوختہ ہے ؎

(۱۹۴۱ء)

---

؎ میراجی کی نظمیں



# اُفتاد

اپنے اک دوست سے ملنے کے لیے آیا ہوں،
ایک دو بار زنجیر ہلائی میں نے
لیکن آواز کوئی آئی نہیں ؛
گھر پہ موجود نہیں ؟ ـــــــــ سویا ہوا ہے، دن میں ؟
اور اک بار ہلاؤں زنجیر ؟
چھیڑ دوں سُونی گلی میں وہی گستاخ صدا
راہ تکتے ہوئے جس پر مجھ کو
رات میں بھونکتے کتے کا گماں ہوتا ہے ؟
لیکن اک لمحہ ٹھہر جاتا ہوں
سوچتا ہوں کوئی بھولی بھٹکی
سرِ کوچہ سے نکل آئے گی
خمِ دیوار پہ سیّارے کی مانند رواں
اور اک لمحہ گذر جائے گا اس منظرِ رنگین کے جلوے کا تماشا کرتے
ایک پل ایسے بھی کٹ جائے گا ۔
لیکن افسوس! مرے سامنے دروازہ ہے

kitaabiyat.blogspot.com

راہ تکنا ہی مقدّر میں لکھا ہے شاید۔

ایک دروازے میں کیا راز کی باتیں ہیں نہاں
ابھی کھولوں —— کوئی ان دیکھی، انوکھی صورت
سامنے بُت بنی، استادہ نظر آجاتے،
اورشاید کسی ہلتے ہوئے دروازے کا تختہ یہ المناک حقیقت سمجھاتے
ابھی دہلیز کو کرتے ہوتے پار
زندگی سے تری افسوس! ہمیشہ کے لیے
کوئی رُخصت ہوا، رخصت ہوا، معدوم: —— عدم
بند ہوتا ہوا، کھلتا ہوا دروازہ ہے!
ہاں، یہی منظرِ لبریزِ بلاغت اب تو
آئینہ خانے میں آنکھوں کے جھلکتا ہے مدام۔

بند ہوتا ہوا دروازہ نظر آتا ہے
بند ہوتے ہُوتے دروازے کے پردے میں مجھے
پھیلتی وسعتِ چالاک نے بہکایا ہے
یہی وسعت مرے ماضی کے گھروندے میں بھی ہے،
مگر اک مرکزِ بے نام ونشاں، سُن، خاموش!
ایک دلہن سی، لجاتی ہوئی، شرماتے ہوئے بل کھاتی،
اورسمٹی چلی جاتی ہوئی مرکز کی طرف۔



گرم بستر پہ تڑپتا ہوا دل بول اُٹھا
بند ہوتے ہوئے دروازے کے جادو نے مجھے
پھیلتی وسعتِ نمناک میں اُلجھایا ہے۔

پھیلتی وسعتِ نمناک ہے اک دامِ خیال، ——
بند ہوتا ہوا دروازہ کسی کالے کا پھن بنتا ہے،
بین سے تیر کے پھل کی طرح تھرّاتی ہوئی
زخم کو لاتی ہوئی، تیکھی صدا آتی ہے
جس میں پوشیدہ ہے، آسودہ ہے سمِّ قاتل
لیکن احساسِ سماعت ہی نہ تھا مجھ کو مرے کانوں میں
ایک ہی گونجتی، جھلّاتی ہوئی تلخ صدا آتی تھی۔
بند ہوتا ہوا دروازہ ترے سامنے کیوں آیا ہے؟
بین کے نغمے سے چونکا، اٹھّا،
پھن کو پھیلاتے ہُوتے جھومنے، لہرانے لگا
آنکھ تو مست ہے، اب بھی اسی منظر کی طرف مائل ہے،
اور بوسیدہ، فتادہ تختے
بازوؤں کی طرح کھلتے ہیں، —— لپٹ جاتے ہیں۔
گرم بستر پہ پڑی، لیٹی ہوئی، بیسوا دہلیز کی گردن میں حمائل ہو کر،
جو بھی آپہنچے بس اس کے پاؤں
روندتے روندتے دہلیز کو بڑھ جاتے ہیں
اور پھر تیرگی —— نادان کا جاہل کا دماغ

kitaabiyat.blogspot.com

جس میں بھرائی ہوئی سرد صدا گونجتی ہے ۔
جسم کے نور کو کھا جاتی ہے ،
اور بوسیدہ ، نمادہ نکتے
چوستے ہونٹوں کی مانند مرے گرم لہو کو پل میں
اپنی رگ رگ میں سمو لیتے ہیں ، چلاتے ہیں
ایک وحشت کے فسوں میں کھو کر
میں بھی بن جاتا ہوں اک چیخ —— المناک صدا !
تیر کے پھل کی طرح چھوٹ کے تھرّائی ہوئی !
اب خلش ، درد ، تڑپ ، رسوائی
بند ہوتے ہوتے ، کھلتے ہوتے دروازے ہیں ؟

(۱۹۴۱ء)

---

٭ میرا جی کی نظمیں



# جہالت

جبڑا بندر کا مداری کے تماشے میں کبھی دیکھا ہے ؟
کچھ بناوٹ ہی کڈھب ہوتی ہے ، کچھ اس کی شرارت ، کرتب
منہ چڑھاتے ہوئے رسّی کو یونہی ہاتھ میں بل دے کے پھدکتے جانا !
ڈگڈگی پر بھی مداری جو بٹھا دے تو اچھل کر یکبار
کسی بچّے کی طرف ایسے لپکنا کہ اُسے کاٹ ہی کھائے گا ابھی ،
اور پھر بچّے کا بیٹھے ہوئے پیچھے کی طرف گرنا ، تماشے میں تماشا ، چیخیں ۔
ہاں ، مگر باتیں یہ بچپن میں مزا دیتی ہیں ،
دیکھتے دیکھتے ہر بات بھلا دیتی ہیں ۔
اور اب اپنی جوانی ہے ، اُمڈتا ہوا دریا ہے ، کہ بہتی ہوئی دھارا جس کو
بہہ نکلنے پہ کوئی روک نہیں سکتا ہے ۔
انہی بل کھاتی ، مچلتی ہوئی لہروں کا تقاضا ہے کہ جب رات آئے
ہم بھی گھر چھوڑ کے جاتے ہیں کسی باغ کے ویران سے کونے کی طرف
موجۂ بادِ پریشاں سے کوئی سوکھا سا پتّا گر جائے ——
سانجھ کے راستے پر ایک اکیلی ، گہری
چاپ یہ ہم سے کہے —— آئے ، وہ آئے ، آئے

دل کی دھڑکن یہ کہے جاتی ہے ــــــ ٹھہرو، سنبھلو
سو کھاتا ہے، کوئی اور ہے ــــــ کوئی دم میں
ابھی آجاتے ہیں، آتے ہیں ــــــ ابھی آتے ہیں
اور ٹہلتے ہیں ذرا مڑ کے جو دیکھا تو وہی آپہنچے
اور پھر باتیں ہی باتیں ہیں ــــــ یونہی باتوں میں
چاند چھپ جاتا ہے اور تارے بھی چھپ جاتے ہیں،
آنکھوں میں آنکھیں کھلی جاتی ہیں اور سانس میں سانس
گال پر ہاتھ جو رکھا تو کنول یاد آیا
ایسا خم ــــــ ایسا گداز
ناک سے ناک لگاتے ہوئے پیشانی پہ پہنچیں جو نگاہیں تو کہا
یہی اب چاند ہے، ــــــ تاروں کی ضرورت ہی نہیں
تارے فرقت کی شبِ تار میں گننے کے لیے ہوتے ہیں،
آج تم بھی ہو یہیں، ہم بھی یہیں ــــــ گال کا خم
ہم سے کہتا ہے خمِ دورِ زماں ہوں ــــــ مجھ کو
دیکھ کر اور کوئی بات نہ یاد آئے گی!
بات یاد آئی ــــــ ابھی کل ہی پڑھا تھا شاید
ڈارون کہتا ہے بندر سے ترقی کر کے
آج انسان بھی انسان بنا بیٹھا ہے،
دونوں کے گالوں پہ، جبڑوں پہ ذرا غور کرو
ناک بھی دیکھو ــــــ یہ رفتہ رفتہ
اونچی ہوتے ہوئے اس درجہ اُبھر آئی ہے



اور پیشانی تو ویسی ہی نظر آتی ہے
یہ خیال آنے پہ ہر رات کی باتیں مجھ کو
یوں ہنسا جاتی ہیں جیسے وہ لطیفہ ہوں کوئی
یہ لطیفہ ــــــ کسی جنگل میں کسی ٹہنے پہ
ایک بندریہ بندریا سے کہا کرتا تھا
آج تم بھی ہو یہیں، ہم بھی یہیں، گال کا خم
ہم سے کہتا ہے خمِ دورِ زماں ہوں ــــــ مجھ کو
دیکھ کر اور کوئی بات نہ یاد آئے گی ــ

(۱۹۴۲ء)

---

# تن آسانی

غُسل خانے میں وہ کہتی ہیں، ہمیں چینی کی اینٹیں ہی پسند آتی ہیں
چینی کی اینٹوں پہ وہ کہتی ہیں چھینٹا جو پڑے تو پل میں
ایک اک بوند بہت جلد پھسل جاتی ہے
کوئی پوچھے کہ بھلا بوندوں کے یوں جلد پھسل جانے میں
کیا فائدہ ہے۔
جب ضرورت ہوئی جی چاہا تو چپکے سے گئے اور نہا کر لوٹے
دھل دھلا کر یوں چلے آئے کہ جس طرح کسی جھیل کے پانی پہ کوئی
مرغابی
ایک دم ڈبکی لگاتی ہے لگاتے ہی اُبھر آتی ہے
اور پھر تیرتی جاتی ہے ذرا رُکتی نہیں

وہ یہ کہتی ہیں مگر چینی کی اینٹوں کا اگر فرش ہو، دیواریں ہوں
دِل یہ کہتا ہے کہ ہر چیز کا نکھرا ہوا رنگ
آنکھوں کو کتنا بھلا لگتا ہے۔
جیسے برسات میں نکھر جاتے ہیں بادل جو برس کر تو ہر اک پھلواری



یوں نظر آتی ہے۔
جیسے جانا ہو اسے اپنے کسی چاہنے والے سے کہیں ملنے کو جانا
ہو مگر
ابھی کچھ سوچ میں ہو
کوئی پوچھے کہ بھلا چینی کی اینٹوں کو کسی سوچ سے کیا نسبت ہے
چینی کی اینٹیں تو بے جان ہیں پھلواری میں ہر پھول کلی ہر پتّہ
زیست کے نور سے لہراتا ہے
پُھول مرجھاتے کلی کِھلتی ہے۔
اور ہر پتّہ نئے پھول کے گن گاتا ہے
چینی کی اینٹیں کوئی گیت نہیں گا سکتیں
چینی کی اینٹیں تو خاموش رہا کرتی ہیں
ایسی خاموشی سے اکتا کے نہانے والا
کچھ اس انداز سے اک تان لگاتا ہے کہ لقمان ہی یاد آتا ہے
جب میں یہ کہتا ہوں وہ پوچھتی ہیں
کوئی پوچھے تو بھلا تان کو لقمان سے کیا نسبت ہے
اور میں کہتا ہوں لقمان کو.... لقمان.... یا تان کو.... رہنے دو چلو۔
اور کوئی بات کریں
اور یوں لیٹے ہی رہتے ہیں کسی کے دل میں
دھیان تھا ہی نہیں
غسل خانے میں قدم رکھیں نہا کر سوئیں۔
لیٹے لیٹے یونہی نیند آتی ہے سو جاتے ہیں ؎ (۱۹۴۳ء)

؎ میرا جی کی نظمیں

kitaabiyat.blogspot.com

# بقاء

کلیاں چٹکیں غنچے مہکے
رنگ برنگے پنچھی چہکے
اپنی اپنی باتیں کہہ کے
کون بتائے کہاں گئے ہیں
بوڑھا برگد سوچ رہا ہے

چھڑی ہوئی ہے کتھا سہانی
ایک کہانی سب کی زبانی
کچھ انجانی کچھ من مانی
پل پل چھِن چھِن رنگ نئے ہیں
بوڑھا برگد سوچ رہا ہے



دُکھ کے دن اور سُکھ کی راتیں
ہونی یا انہونی باتیں
کس کی جیتیں کس کی ماتیں
آنکھ سے اب تک بھید چھپے ہیں
بوڑھا برگد سوچ رہا ہے؎

؎ تین رنگ

kitaabiyat.blogspot.com

# "جوہو" کے کنارے

افق پہ دُور — کشتیاں ہی کشتیاں جہاں تہاں
کوئی قریب بارِ نور سے عیاں تو کوئی دُور کہر میں نہاں
ہر ایک ایسے جیسے ساکن و خموش و پُر سکون ——— ہر ایک
بادبان ہے ناتواں؛

مگر ہر ایک ہے کبھی یہاں کبھی وہاں
سکوں میں ایک جستجوئے نیم جاں
حیاتِ تازہ و شگفتہ کو لیے رواں دواں
افق پہ، دور کشتیاں ہی کشتیاں جہاں تہاں

۲

قریب شورِ ساحل خمیدہ ہے،
ہر ایک موج یوں رمیدہ ہے
کہ جیسے آبدیدہ ہے
کہ دُور افق پہ کشتیاں نہیں ہیں کوئی روح پارہ پارہ، غم گزیدہ ہے



کنارے آب سیپیاں ہی سیپیاں ہیں ایک عکس ناتواں
اچانک اک گھٹا اٹھی
اچانک اس کے پار آفتاب چُھپ گیا،
اچانک ایک پل میں کشتیاں بھی مٹ گئیں،
کنارِ آب پر کھلی ہوئی پڑی ہوئی سیپیاں ہی سیپیاں ؏

؏ تین رنگ

kitaabiyat.blogspot.com

# خُدا

میں نے کب دیکھا تجھے روحِ ابد
ان گنت گہرے خیالوں میں ہے تیرا مرقد
صبح کا، شام کا نظارہ ہے
ذوقِ نظارہ نہیں چشمِ گداگر کو مگر۔

میں نے کب جانا تجھے روحِ ابد
راگ ہے تُو، پر مجھے ذوقِ سماعت کب ہے۔
مادیت کا ہے مرہون مرا ذہن، مجھے
چھو کے معلوم یہ ہو سکتا ہے شیریں ہے ثمر
اور جب پھول کھلے اس کی مہک اُڑتی ہے۔
اپنی ہی آنکھ ہے اور اپنی سمجھ، کس کو کہیں ـــ تُو مجسم

میں نے کب سمجھا تجھے روحِ ابد
خشک مٹی تھی مگر چشم زدن میں جاگی
اُسے بے تاب ہوا لے کے اُڑی
پھر کنارا نہ رہا، کوئی کنارا نہ رہا،



بن گیا عرصۂ آفاق نشانِ منزل
زور سے گھومتے پہیے کی طرح
ان گنت گہرے خیال ایک ہوئے
ایک آئینہ بنا
جس میں ہر شخص کو اپنی تصویر
ایک لمحے کے لیے
بن گیا عرصۂ آفاق نشانِ منزل

میں نے دیکھا تجھے، روحِ ابد
ایک تصویر ہے شبرنگ، مہیب
درِ معبد پہ لرز اٹھے ہر ایک کے پاؤں
ہاتھ ملتے ہوئے پیشانی تک آتے دونوں
خوف سے ایک ہوئے

میں تجھے جان گیا روحِ ابد
تو تصور کی تمازت کے سوا کچھ بھی نہیں
(چشمِ ظاہر کے لیے خوف کا سنگیں مرقد)
اور مرے دل کی حقیقت کے سوا کچھ بھی نہیں
اور مرے دل میں محبت کے سوا کچھ بھی نہیں

---



kitaabiyat.blogspot.com

# سمندر کا بُلاوا

یہ سرگوشیاں کہہ رہی ہیں اب آؤ کہ برسوں سے تم کو بلاتے بلاتے مرے
دل پہ گہری تھکن چھا رہی ہے
کبھی ایک پل کو کبھی ایک عرصہ صدائیں سنی ہیں مگر یہ انوکھی ندا آ رہی ہے
بلاتے بلاتے تو کوئی نہ اب تک تھکا ہے نہ آئندہ شاید تھکے گا،
"مرے پیارے بچے" — "مجھے تم سے کتنی محبت ہے" — "دیکھو" اگر
یوں کیا تو

بُرا مجھ سے بڑھ کر نہ کوئی بھی ہوگا — "خدایا، خدایا!"
کبھی ایک سسکی، کبھی اک تبسّم، کبھی صرف تیوری
مگر یہ صدائیں تو آتی رہی ہیں
انھی سے حیاتِ دو روزہ ابد سے ملی ہے



مگر یہ انوکھی ندا جس پہ گہری تھکن چھا رہی ہے
یہ ہر اک صدا کو مٹانے کی دھمکی دیے جا رہی ہے

اب آنکھوں میں جنبش نہ چہرے پہ کوئی تبسّم نہ تیوری
فقط کان سنتے چلے جا رہے ہیں۔
یہ اک گلستاں ہے — ہوا لہلہاتی ہے، کلیاں چٹکتی ہیں
غنچے مہکتے ہیں اور پھول کِھلتے ہیں، کِھل کِھل کے مُرجھا کے
گرتے ہیں، اک فرشِ مخمل بناتے ہیں جس پر
مری آرزوؤں کی پریاں عجب آن سے یوں رواں ہیں
کہ جیسے گلستاں ہی اک آئینہ ہے،
اسی آئینے سے ہر اک شکل نکھری، سنور کر مٹی اور مٹ ہی گئی پھر نہ ابھری
یہ پربت ہے — خاموش، ساکن
کبھی کوئی چشمہ اُبلتے ہوئے پوچھتا ہے کہ اس کی چٹانوں کے اُس پار کیا ہے؟
مگر مجھ کو پربت کا دامن ہی کافی ہے، دامن میں وادی ہے وادی میں ندی
ہے، ندی میں بہتی ہوئی ناؤ ہی آئینہ ہے،
اسی آئینے میں ہر اک شکل نکھری، مگر ایک پل میں جو مٹنے لگی ہے تو
پھر یہ نہ اُبھری

یہ صحرا ہے — پھیلا ہوا، خشک، بے برگ صحرا
بگولے یہاں تند بھوتوں کا عکسِ مجسّم بنے ہیں

kitaabiyat.blogspot.com

مگر میں تو دُور ہوں — ایک پیڑوں کے جھرمٹ پہ اپنی نگاہیں جمائے ہوئے ہوں
نہ اب کوئی صحرا، نہ پربت، نہ کوئی گلستاں
اب آنکھوں میں جنبش نہ چہرے پہ کوئی تبسّم نہ تیوری
فقط ایک انوکھی صدا کہہ رہی ہے کہ تم کو بلاتے بلاتے مرے دل پہ
گہری تھکن چھا رہی ہے،
بلاتے بلاتے تو کوئی نہ اب تک تھکا ہے نہ شاید تھکے گا
تو پھر یہ ندا آئینہ ہے، فقط میں تھکا ہوں

نہ صحرا نہ پربت، نہ کوئی گلستاں، فقط اب سمندر بلاتا ہے مجھ کو
کہ ہر شے سمندر سے آئی، سمندر میں جا کر ملے گی

— تین رنگ

---



# آشا اور آنسو

پیارے لمحے آئیں گے اور مجبوری مٹ جائے گی
ہم دونوں مِل جائیں گے اور سب دوری مٹ جائے گی
ہر دم بہنے والی آنکھوں کی مالا بھی ٹوٹے گی
تیری میری ہستی اس بَیری بندھن سے چھُوٹے گی

لیکن یہ سب باتیں ہیں اپنے جی کے بہلانے کی
دُکھ کی رات میں دھیرے دھیرے دل کا درد مٹانے کی
روتے روتے ہنستے ہنستے، رُکتے رُکتے گانے کی

سُکھ کا سپنا سُوکھا ہے اور سُوکھا ہی رہ جائے گا
سُونی سیج پہ پریم کہانی پریمی یُوں کہہ جائے گا
ہوتے ہوتے سارا جیون آنکھوں سے بہہ جائے گا

— پابند نظمیں

---

kitaabiyat.blogspot.com

# خمیازہ

تم نے تحریک مجھے دی تھی کہ جاؤ دیکھو
چاند تاروں سے پرے اور دُنیائیں ہیں
تم نے ہی مجھ سے کہا تھا کہ خبر لے آؤ
میرے دل میں وہیں جانے کی تمنائیں ہیں

اور میں چل ہی دیا غور کیا کب اس پر
کتنا محدود ہے انسان کی قوّت کا طلسم
بس یہی جی کو خیال آیا تمہیں خوش کر دوں
یہ نہ سوچا کہ یوں مٹ جائے گا راحت کا طلسم

اور اب ہمدمی و عشرتِ رفتہ کیسے
آہ اب دُوری ہے، دُوری ہے، فقط ہے دُوری
تم کہیں اور میں کہیں اب نہیں پہلی حالت
لوٹ کے آ بھی نہیں سکتا یہ ہے مجبوری



# رات کے سائے

دھندلی رات کے دُکھیا سائے
جانے کس پاتال سے آئے
دھیرے دھیرے چلتے جاتے
دِل کے درد کے راگ سُناتے
دھرتی کا سینہ سہلاتے
آنکھوں سے ہر شے کو چھپاتے
بوجھل بھید دباتے دِل میں،
آتے ہستی کی محفل میں
جانے کس پاتال سے آئے
دھندلی رات کے دُکھیا سائے

لیکن ان دُکھوں کے سایوں میں
درد کے کاجل سے راگوں میں
اُجلی اُجلی سُکھ کی لہریں
مست اور مدھ متوالی لہریں

kitaabiyat.blogspot.com

تنہا اور سُونے لمحوں سے
آنسوؤں سے دُکھتی آنکھوں سے
رستہ تکتی ہیں پریتم کا
نُور بڑھے گا چشمِ نم کا

بوجھل دِل ہو جائے گا ہلکا!
آئے گا جھونکا صبح کے پل کا
جب آئے گا نُور اُجالا
آئے گی نورانی اوشا!
دِل کے غنچے کِھل جائیں گے
پریمی پریتم مل جائیں گے

ـــ پابند نظمیں

---



# صدا الصحرا

"مجھے لا کے شہرِ بقا سے کیوں" یہاں چھوڑ رکھا ہے تو نے یُوں ؟
مرے دل میں سلسلۂ جنوں، میں یہ حال جا کے کِسے کہوں ؟

یہ دِل ملول و بہ چشمِ نم ہوں فراق میں ترے سر بہ خم
مجھے ہر نفس ہے پیامِ غم، یونہی عمر گھٹتی ہے دم بدم

نہ تو راحتیں ہیں نہ ہم نشیں، نہ وہ ہم نفس ہے مرے قریں
جسے دیکھ کر یہ دلِ حزیں، ذرا چین پائے کبھی کہیں

مگر آہ حالِ زبوں مرا یہی کہہ رہا ہے وہ جنوں ترا !"
ترا عشق ہے کہ فسوں ترا کیے جا رہا ہے یہ خُوں مرا۔

مجھے مل سکا نہ کبھی سکوں مرے دل میں سلسلۂ جنوں
مجھے لا کے شہرِ بقا سے کیوں یہاں چھوڑ رکھا ہے تُو نے یُوں؟

ـــ پابند نظمیں

kitaabiyat.blogspot.com

# مُکتی

تین زمانوں کے رستوں پر ہم دونوں چلتے تھے
پربت پر اور میدانوں پر ہم دونوں چلتے تھے
پربت جن کے سینے میں ندی دریا رہتے تھے
میداں جس کے سینے پر ندی دریا بہتے تھے
تم تھیں جیسے کومل کلیاں تم تھیں جیسے شیاما
اور تمہارے سر کے بال تھے اک موسم ساون کا
تم نے پوچھا "جیون کے بیتے بھی جیون ہوگا"،
"جب ہم دونوں طے کرلیں گے اپنا اپنا رستا؟"
میں بولا "مستقبل کی کیوں فکر ستائے ہم کو؟
بس اتنا کافی ہے تم ہو، میں ہوں، میں ہوں، تم ہو!
جبکہ فقط جینا ہے مقصد چاہت کی منزل کا
پریم ہو جیون، جیون پریم ہو، پریم ہمارے دل کا"

ے پابند نظمیں



# اُس کی آنکھیں، اُس کے بال

سپنوں سے بھری آنکھیں تیری اور کالے بال گھٹاؤں سے
اور ہلکے ہلکے آویزاں پیراہن مست فضاؤں سے،

اک حرکت ذہن میں لاتے ہیں اور پھر ساکن کر دیتے ہیں
جو رات رسیلی چھاتی ہے، اس رات کو دن کر دیتے ہیں

ہاں ایسی عشوہ گری، مہلک جادو ہی ان کی فطرت ہے
لیکن مہلک جادو سے میرے بے بس دل کو اذیت ہے

نیندوں میں ڈوبی آنکھیں ہی بے چینی پیدا کرتی ہیں،
جو تحریکیں دل میں چھپی ہوں ان سب کو ہویدا کرتی ہیں

پھر ہلکے پھلکے آویزاں پیراہن تحریکیں لاتے ہیں
آنکھوں سے اُمڈی وحشت کو یہ دور کہیں لے جاتے ہیں

م پابند نظمیں

kitaabiyat.blogspot.com

# اے لڑکی!

گھر کی چھت پر کھڑے کھڑے تو اپنے بال سکھاتی جا
سورج کی سب کرنوں کو اُن بالوں میں اُلجھاتی جا
پھلواری کی ڈال ڈال کو لچک لچک شرماتی جا

بے خبری کے عالم میں اس ہلکے ہلکے تبسم میں
بالوں کی لہروں کو سمو دے اپنے میٹھے ترنم میں
لیکن اک دم اک لمحے جب پلٹے اور مجھ کو دیکھے
اپنی چنچل آنکھوں کی وہ دزدیدہ ہلکی خفگی
ایک ہی لمحے رہنے دے اور میرے دل کو بہنے دے

اِن بالوں کی لہروں میں، ہاں ان مستی کی لہروں میں
نظروں کو شرماتی جا اور اپنے بال سکھاتی جا
اے آہُو بنگالہ کے، ہاں اے جادو بنگالہ کے
سورج کی سب کرنوں کو ان بالوں میں الجھاتی جا

لیکن جب اُس نے دیکھا تو پھر وہ منظر سپنا تھا
بادلوں میں چندا کی طرح وہ اوجھل تھی، میں تنہا تھا
پھر بھی سَو دِن سَو لمحے ان میری بے بس یادوں کے
اس منظر سے بھیگے ہیں (یہ گونج ہے یا وہ نغمے ہیں؟)

---

ــ پابند نظمیں



# وقت کا راگ

جیون رات اندھیری آئی ہوا سہانی
دُور کا راگ پہیلی کیسے سمجھائے گیانی
آنکھ نہ جھپکے بالک پل بھر
سُنتا جائے کہانی
جیون رات اندھیری

کوئی کہے ایک تھا راجہ کوئی کہے ایک تھی رانی
دُور سے سمے پکارا یہ تو کتھا پرانی
جاگ اٹھی ہے جنتا ساری
آؤ کریں من مانی
جیون رات اندھیری

kitaabiyat.blogspot.com

گُڑیا محل بنے گی، اب تک کس نے مانی
راکھ سے لاکھ بنائیں جی میں یہی ہے ٹھانی
جانے بھر دے جھولی ہماری
داتا انوکھا دانی
جیون رات اندھیری

پَل پَل گھومے دھرتی گاتے کل جگ بانی
رنگ برنگے جھنڈے سب کی الگ نشانی
ساگر جھومے برکھا لاتے
لہریں آنی جانی
جیون رات اندھیری

نیا دور کراچی

---



# اُلجھن کی کہانی

ایک اکہرا، دوسرا دہرا، تیسرا ہے سو تہرا ہے
ایک اکہرے پر پَل پَل کو دھیان کا خونیں پہرہ ہے
دوسرے دہرے کے رستے میں تیسرا کھیل کا مہرہ ہے
تیسرا تہرہ جو ہے اُس کا سب سے اُجاگر چہرہ ہے
گویا اکہرا پہرا، دہرہ مُہرہ، تہرا چہرہ ہے
ایک اکہرا کا آغاز، دُہرا تہرا ہو کر ناؤ بنی
ناؤ سے پل بھر بچے بہلے کھیل میں گھاؤ بنی،
گھاؤ بنی تو دل میں دھیان یہ آیا کہہ دیں ـــــ آؤ بنی!

بن بن کر جو کھیل بگڑ جاتے ہیں اُن کی بات نہیں
کوئی جنازہ بھی یہ نہیں ہے اور کوئی بارات نہیں
یہ اِک ایسا دن ہے جس کے آگے پیچھے رات نہیں

kitaabiyat.blogspot.com

لہرے کی ہر تہہ میں یُوں تو ایک نیا ہی چہرا ہے،
لیکن ہر ایک چہرا اس بن کھیلے کھیل کا مُہرہ ہے،
جس کا رنگ اُبھرا ہے

آگے بات بڑھائیں کیسے بات بنے تو بات بڑھے
اب تک رنگ اُبھرا تھا گر کوئی بڑھا تو ہاتھ بڑھے
ہونی کی تو ریت یہی ہے چھوٹے دن کی رات بڑھے
اب تو جو بھی بڑھنا چاہے اپنے ساتھ ہی ساتھ بڑھے
آگے پیچھے دوڑ دوڑ کر اِک آگے اِک پیچھے ہے،
پیچھے والا کیسے بڑھے جب آگے والا بھی دوڑے؟
دونوں چوٹ برابر کی ہیں یہ دونوں سے کون کہے!
ہار اور جیت اسی میں ہے اب کون رُکے اور کون بڑھے

نیا دور کراچی

---



# چار آنکھیں اور ایک نظر

مرد، عورت کو گالی دے گا
یوں دُنیا کا کام چلے گا

عورت، مرد کو گالی دے گی
جیون کی ندّی بہہ لے گی

ہاں مردوں کی چاہت کیا ہے
عورت کی بھی محبت کیا ہے

دو لمحے، ساون کا جوبن
ہیرے، خوشبو اور پیراہن

لیکن رات کو چپکا تنہا
پیلے گال، آنسو میں ڈوبی
لے کر آیا میرا پریمی

(جیسے چھائی تھیں چاند کی کرنیں)
سوئی سوئی دُکھتی آنکھیں
ریت یہی ہے بچے دل کی

kitaabiyat.blogspot.com

لیکن رات کو چاند ستارے　　کرتے ننھے کرنوں سے اشارے
میری پریتم مجھ سے ملنے　　آئی تھی چوری چھپ کے سے
روپ کی مورت، چاہ کی دیوی　　ریت یہی ہے سچّے دل کی

یہ باتیں بھی جگ میں دیکھیں　　پھر کیوں مرد عورت کا بیری ؟
پھر کیوں عورت دشمن ہوگی ؟　　پھر کیوں دے گی عورت گالی ؟
یہ بھی ہوگا وہ بھی ہوگا　　تم بھی کھیلو کھیل انوکھا

نیا دور کراچی



# مجھے چاہے نہ چاہے دِل تیرا

مجھے چاہے نہ چاہے دِل تیرا تو مُجھ کو چاہ بڑھانے دے
اک پاگل پریمی کو اپنی چاہت کے نغمے گانے دے
تو رانی پریم کہانی کی چپ چاپ کہانی سنتی جا
یہ پریم کی بانی سُنتی جا ، پریمی کو گیت سنانے دے
یہ چاہت میرا جذبہ ہے ، میرے دِل کا میٹھا نغمہ
ان باتوں سے کیا کام تجھے ان باتوں کو کہہ جانے دے
تو دُور اکیلی بیٹھی ہے سُکھ سندرتا کی بستی میں
میں دُور بہا جاتا ہوں ، پریم کی ندی میں بہہ جانے دے
گر بھولے سے اس جذبے کا گیت جوابی گا بیٹھی
یہ جادو سب مٹ جائے گا اس کو جوبن پر آنے دے
ہاں جیت میں نشہّ کوئی نہیں ، نشہ ہے جی سے دوری میں
یہ راہ رسیلی چلتا ہوں اس راہ پہ چلتا جانے دے

نیا دور کراچی

kitaabiyat.blogspot.com

# ایک ہی ٹھاٹھ

جھُوٹی جھلمل کرتی راتیں جھوٹے جگ مگ کرتے دِن
پَل پَل چھِن چھِن میں پُکاریں کیسے جئیں اُن بن، اُن بن
جھوٹے جگمگ کرتے دن

لٹ الجھائیں گھاؤ لگائیں پوَن جھکولے بنیں کٹار
لچک لچک کر ڈھلک ڈھلک سگندھ ناگن کی پھنکار
پوَن جھکولے بنیں کٹار

یاد کسی شمشان کی اگنی جلتی جیوتی من ترپائے
جیسے بھُول کے باٹ مسافر سوچے پھر بھی سوجھ نہ آئے
جلتی جیوتی من ترپائے

کر لو جتنے ہیرے پھیرے بدلا کب اس گیت کا ڈھنگ
ہر پھر کر سُر ایک لگے کا چاہے گا ذ جس کے سنگ
بدلا کب اس گیت کا ڈھنگ



# طالبۂ علم

تمہیں معلوم ہے تیمور کی فوجیں جس وقت
اپنے دشمن پہ بڑھا کرتی تھیں
عورتیں پیچھے رہا کرتی تھیں
اور جو عالم تھے، فاضل تھے ان انسانوں کا جبر کہ سب کے
پیچھے پیچھے ہی چلا کرتا تھا
کس لیے، سب کو رہِ زیست پہ ہر گام بڑھانے والے
سب سے پیچھے ہی چلا کرتے ہیں
علم میں ایک ہی بنیادی کمی ہے، ورنہ
علم ہر ایک زمانے میں ہر ایک شے سے ترقی پاتا
آج اقبال یہ کہتا ہے کہ عورت ہی کا شعلہ جس سے یونان
حشر تک علم فلاطون سے رہے گا زندہ
آج اسکول میں کالج میں مقامِ اوّل
عورتوں کے لیے مخصوص کیے جاتے ہیں
آج انگریزی پڑھی جاتی ہے، جغرافیہ، تاریخ — ہر اک علم یہاں

kitaabiyat.blogspot.com

ایسے استاد سکھاتا ہے کہ جیسے ہم کو
یہی معلوم نہیں ہے کہ جو عالم تھے، جو فاضل تھے ان انسانوں کا جرگہ سب سے
پیچھے پیچھے ہی بڑھا کرتا تھا
عورتیں ان سے ذرا آگے رہا کرتی تھیں
عورتیں آج بھی کہتی ہیں ہمارے گیسو
چاہیے بکھرے ہوں کہ ایک جوڑے میں پابند کیے بیٹھے ہوں
دیکھنے والوں کی ناکام تمنّاؤں کو
ایک ہی ہاتھ کے پابند ہوا کرتے ہیں
وہی اک ہاتھ جو تلوار کو پہلو میں لیے
سب سے آگے ہی چلا کرتا ہے ؛
اس کو کچھ علم کی پرواہ نہیں، (عورت کی بھی پرواہ کیا ہے !)
اس کو کچھ علم نہیں کیسے فلاطوں پل میں
اک شہر رن کے بچھا کرتا ہے۔

سامنے تو ہے مگر تیرا منوّر چہرہ
اسی جاہل کو نظر آتا ہے
جو یہ کہتا ہے کہ تیمور کی فوجیں جس وقت
اپنے دشمن پہ بڑھا کرتی تھیں
عورتیں پیچھے رہا کرتی تھیں
اور جو عالم تھے جو فاضل تھے وہ یہ سوچتے تھے



ہار کس شخص کی ہے، جیت ہے کس کی — چھوڑو
ہم بھی کن چھوٹی سی باتوں میں اُلجھ بیٹھے ہیں
چلتے چلتے مجھے تیزی سے خیال آیا ہے۔
تیرا یہ جُوڑا جو کھل جائے، بکھر جائے تو پھر کیا ہوگا
میری تاریخ کہ تیری تاریخ
پھیل کر آج پہ (اور کل پہ بھی) چھا جائے گی
سوچنے والے کو اک پل میں بتا جائے گی
عورتیں پیچھے اگر ہوں بھی تو آگے ہی رہا کرتی ہیں
اور فلاطوں کا چچا ہاتھ میں تلوار لیے آگے بڑھا کرتا ہے
لو! وہ جُوڑا بھی فلاطوں ہی سے کچھ کہنے لگا
اور رستے میں اُسے کون ملے گا — تیمور
اور وہ اُس سے کہے گا کہ یہاں کیوں آئی ؟
جا مرے پیچھے چلی جا کہ ترے پیچھے ہمیشہ ہر دم
علم یوں رینگتے ہی رینگتے بڑھتا جائے
جیسے ہر بات کے پیچھے ہر بات
رینگتے رینگتے بڑھتی ہی چلی جاتی ہے
اور ہر ایک فلاطوں جو ترے رن کے چمکتا ہے وہ مٹ جاتا ہے

سوغات بنگلور

kitaabiyat.blogspot.com

# مجھے گھر یاد آتا ہے

سمٹ کر کس لیے نقطہ نہیں بنتی ؟ کہہ دو!
یہ پھیلا آسماں اس وقت کیوں دل کو لُبھاتا تھا ؟
ہر اک سمت اب انوکھے لوگ ہیں اور ان کی باتیں ہیں
کوئی دل سے پھسل جاتی کوئی سینہ میں چبھ جاتی
انھی باتوں کی لہروں پر بہا جاتا ہے یہ بجرا
جسے ساحل نہیں ملتا
میں جس کے سامنے آؤں، مجھے لازم ہے ہلکی مسکراہٹ میں کہیں یہ ہونٹ "تم کو
جانتا ہوں،" دل کہے "کب چاہتا ہوں میں"
انھی لہروں پہ بہتا ہوں مجھے ساحل نہیں ملتا

سمٹ کر کس لیے نقطہ نہیں بنتی زمیں، کہہ دو
وہ کیسی مسکراہٹ تھی، بہن کی مسکراہٹ تھی، مرا بھائی بھی ہنستا تھا
وہ ہنستا تھا، بہن ہنستی ہے اپنے دل میں کہتی ہے



یہ کیسی بات بھائی نے کہی، دیکھو وہ اماں اور ابا کو ہنسی آئی
مگر یوں وقت بہتا ہے تماشا بن گیا ساحل
مجھے ساحل نہیں ملتا!

سمٹ کر کس لیے نقطہ نہیں بنتی زمیں، کہہ دو
یہ کیسا پھیر ہے، تقدیر کا یہ پھیر تو شاید نہیں لیکن
یہ پھیلا آسماں اس وقت کیوں دِل کو لبھاتا تھا ؟

حیاتِ مختصر سب کی بہی جاتی ہے اور میں بھی
ہر اک کو دیکھتا ہوں مسکراتا ہے کہ ہنستا ہے
کوئی ہنستا نظر آئے کوئی روتا نظر آئے
میں سب کو دیکھتا ہوں، دیکھ کر خاموش رہتا ہوں
مجھے ساحل نہیں ملتا!

سوغات، بنگلور

kitaabiyat.blogspot.com

# اے چیتے

رزم زد! اے گرم خون والے!
شکار
تیرا، جنگل میں نہیں آیا ابھی!
انتظار
ایک لمحے انتظار؛
آئے گا،
اس کا حکمِ مرگ اس کو لائے گا،
اور تیرا کام یوں بن جائے گا!
دیکھ، سونی جھاڑیوں میں تو سنبھل کر چل، کہیں
سُن کے چوکنّا نہ ہو جائے، ترا بے بس شکار!
(میں ہوں تیرا غم گسار!)



ناگنی
بنسری
کیوں نہیں اب تک بجی؟
بیچ کر بازار میں حسن و محبّت کی بہار،
تیری عمرِ مختصر کو ہے قرار!
انتظار،
ایک لمحے انتظار!
آئے گا،
جنس کا جذبہ اُسے یاں لائے گا،
اور تیرا کام یوں بن جائے گا۔

دیکھنا!
تو بھی زیبا نشیں، دِل کش سنگار
تیرے جسمِ پُرخطر کے ساتھ ہوں
ورنہ احمق دل شکستہ جائے گا،
بے خودی کا لطف اُسے خاک آئے گا
(میں ہوں تیرا غم گسار!)

اے اکیلے! اور تنہائی کے دلدادہ!
تری
عمر بے لذّت کٹی!

آج تک
تو نے دیکھے ہی نہیں عیش و نشاط!
آئے گی،
آج تیری عمر میں بھی آئے گی سیجوں کی رات!
اور قسمت کا گلہ ہو گی تجھے بھولی سی بات
دیکھ، چشمِ تر کو خواب آگیں نہ کر،
ورنہ لمحہ عیش کا کھو جائے گا۔
اور تو اس قعرِ خلوت میں یونہی گھبرائے گا!
(میں ہوں تیرا غم گسار!)

٧-٢-١٩٣٥ء

(بیاض میرا جی)

---



# جوانی کے گھاؤ

لال سی ندی، لال سی ندی
ہلکی، بہتی، گرمی والی خاموشی سی:
سویا سوتا جاگا پھوٹا،
رِستا رِستا گھر سے نکلا
بہتا بہتا وسعت بنتا
اور تصور پہ چھا جاتا

روئی جیسے سوکھے کپڑے
چاند کے ایسے صاف چمکتے
کس نے ان کے بھید بتائے؟
سب نے دیکھی لیکن دل میں
رات کی ہر اک بات چھپائی!

میٹھی باتیں، نرم نگاہیں،
اور وفا کے گہرے بندھن
اور جیون کی اٹل محبت، اجی
سب نے جوانی کی تلخی بھی شیریں کر دی!

لیکن جنت کا پھل کھا کر،
زخموں کی بیکار اذیت
قدرت نے عورت کی قسمت میں کیوں لکھی؟

(ریاض میراجی)

---



# ایک عورت اور ایک تجربہ

تیکھے نقش، غزالیں آنکھیں، گہرے، للچاتے سے گال
ہونٹ کہ پتلی پتلی پھانکیں رس والے میٹھے پھل کی۔
اُن پھانکوں کا ہر اک ذرّہ میٹھا جیسے ہو شہتوت
نرم، کبوتر جیسا سینہ، صاف کنول سی کومل کھال
بھاؤ انوکھے سب دُنیا سے بات نرالی چنچل کی۔
جسم گداز اور صحت والا، نرم، ملائم اور مضبوط
چال لچکتی بید کی ٹہنی، بہتی بہاتی موجوں سی،
نازک، ہر ریشے ریشے کی حرکت شاہی فوجوں سی
باتیں کرتے، ہنستے ہنساتے، سست نشیلا سا انداز
جادو کرتے، سب کو لبھاتے، عورت کے انجانے راز

آہ! اُبھارے اور اُکسائے دل کے سوتے جذبوں کو
سرد خیالوں کو گرمائے اور بھڑکائے شعلوں کو
جیسے فضا میں ہوائیں رقصاں، ویسی ذہن کی حالت ہو
لیکن جب لوٹ آئے سکوں پھر دل کو گہری ندامت ہو
"کیا، کیسے، کیوں؟" سب بہہ جائیں شدت اور روانی میں
اک لمحے کی کمزوری سے عمر کٹے نادانی میں

(ریاض میراجی)

# جنگل میں اتوار

پھیلے پھیلے بکھرے بکھرے لیٹے لیٹے جنگل میں
گھرے گھرے ٹھہرے ٹھہرے سوئے سوئے سائے ہیں
رِستے رِستے بہتے بہتے چھوٹے چھوٹے چشمے ہیں
چُپکے چُپکے بھورے بھورے سوتے سوتے رستے ہیں
آدھے آدھے پُورے پُورے تیکھے تیکھے کانٹے ہیں
ننّھے ننّھے سہمے سہمے دُبکے دُبکے ذرے ہیں!
چلتے چلتے رُکتے رُکتے تکتے تکتے کیڑے ہیں،
اونچے اونچے چھدرے چھدرے ٹہنے ہیں
نیلے نیلے پیلے پیلے لمبے لمبے طوطے ہیں!!
اُڑتے اُڑتے گاتے گاتے ننھے ننھے پنچھی ہیں
جاتی جاتی ہٹتی ہٹتی کٹتی کٹتی ندّی ہے

---

ے یہ نظم میراجی اور یوسف ظفر نے مل کر لکھی تھی (مرتب)



نیچے نیچے پیارے پیارے نیارے نیارے پودے ہیں
پتلی پتلی چھوٹی چھوٹی لمبی لمبی شاخیں ہیں
ایسے ایسے ویسے ویسے کیسے کیسے پتے ہیں
سوکھے سوکھے پھیکے پھیکے دُبلے دُبلے ڈنٹھل ہیں
بکسے بکسے نکھرے نکھرے مہکے مہکے غنچے ہیں،
بھینی بھینی میٹھی میٹھی اُڑتی اُڑتی خوشبو ہے،

لکھتی لکھتی گھستی گھستی تھکتی تھکتی پنسل ہے،
سُنتی سُنتی ہنستی ہنستی گرتی گرتی محفل ہے[ے]

---

ے "اس نظم میں" مرتب میراجی

kitaabiyat.blogspot.com

# غزل

جینا جینا کہتے ہو کچھ لُطف نہیں ہے جینے میں،
سانس بھی اب تو رُک رُک کر چلتا ہے اپنے سینے میں

ہم تو تمہیں دانا سمجھے تھے بھید کی بات بتا ہی دی
اس دن کو ہم کہتے تھے کیا فائدہ ایسے پینے میں

بڑھے جو چاہ تو بڑھتی جائے گھٹے تو گھٹتی جائے
دِل میں چاہ کی بات ہے ایسی جیسے چاند مہینے میں

کوٹھا اٹاری منزل بھاری حوصلے جی کے نکالینگے
سامنا ان سے اچانک ہو جائے جو کسی دن زینے میں

جب جی چاہا جس کو دیکھا دل نے کہا یہ حال ہے
کیسے کیسے ہیرے رکھے ہیں یادوں کے دفینے میں

میرا دل تو میرا دل ہے سب کا دل کیوں بننے لگا
جام جم کا ہر اک جلوہ ہے مرے دل کے نگینے میں

ہم تو اپنی آنکھ کے روگی دشمن دشمن کی جانے
چاہت کی کیفیت ہے بات نہیں وہ کینے میں

اوروں کے آئینے میں تو اپنی مورت دیکھے گا
ہر اک صورت جھوم اُٹھے گی جب تیرے آئینے میں

میرا جی نے بات کہی جو گیانی کھوج لگا ئینگے
کہنے والے کی آنکھوں میں سُننے والے کے سینے میں

(شعر و حکمت)

---



## ۲

آج بسنت سہائے سکھی ری موہے آج بسنت سہائے
آج پیا گھر لوٹ کے آئے سکھ کا سندیسہ بھی لائے
جنم جنم کے قول نبھائے
من سنگیت سنائے سکھی ری موہے آج بسنت سہائے

۲

اب تک رو رو رین گنوائی ، دن میں بھی سکھ کی سانس آئی
بول نکلی ہیں رام دہائی
پل پل چین چھن ہائے سکھی ری موہے آج بسنت سہائے

۳

بادل نے گھونگٹ کو ہٹایا ، چاند نے اپنا رُوپ دکھایا
پریم اُجالا پھیل کے چھایا
دُور ہوئے ہیں سائے سکھی ری موہے آج بسنت سہائے

kitaabiyat.blogspot.com

۴

بھول گئی جو دل پہ بیتی ہے　　پریم نے کان میں بات کہی ہے
کس کے جی کی جی میں رہی ہے
اُس کو جانیں پرائے سکھی ری موہے آج بسنت سہائے

۵

بند دوار اب کھل جائیں گے　　دل کے داغ بھی دُھل جائینگے
رنگ پرانے گھل جائیں گے
رنگ نئے اب چھائے سکھی ری موہے آج بسنت سہائے

(میراجی کے گیت)

---



۶

اب جس ڈھب آن پڑی، سکھ جان
دُکھ بھی سُکھ ہے، کوئی جو بولے　　سن لے، اکیلا بیٹھ کے رو لے
چاہے سنبھلے، چاہے ڈولے
دِل کو دے یہ گیان
جس ڈھب آن پڑی، سُکھ جان
پہلا دھندلکا دور ہوا ہے　　جھنجھٹ کل کا دُور ہوا ہے
آنسو ڈھلکا، دُور ہوا ہے
دو پل کا مہمان
جس ڈھب آن پڑی سُکھ جان!
تیری کٹیا میں نادانی　　چھیڑ کے دُکھ کی رام کہانی
تجھ سے کہتی تھی یہ بانی
میٹھے دُکھ کے دھیان

اب وہ بات نہیں ہے پہلی      پریم نے جو کہنی تھی، کہہ لی
تو نے بھی سب جی پر سہہ لی
اب تو نئی ہے تان
جس ڈھب آن پڑی سکھ جان
دھولے۔ مدھ کی گنگا گہری      رنگ گئی ہیں۔ بات اکہری
ایک ہی سارے میٹھا زہری
بس کو امرت جان
جس ڈھب آن پڑی سکھ جان
جی میں سوچا ایسے بتائیں،      دل نے دیکھا کیسے بتائیں
بیت رہی ہیں جیسے بتائیں
اب ہے اسی میں آن
جس ڈھب آن پڑی سکھ جان

(میرا جی کے گیت)

---



# ۱۰

بھیج بھیج سندیسے اپنے مجھے ستانے والے
جب تیرا سندیسہ آئے برہ اگن بھڑکائے
ساگر نینوں کا سوکھے من کا سونا بہہ جائے
بیتے سکھ سب یاد آجائیں دل چٹکی میں مسلیں
بے بس من کچھ کر نہ سکے اور تڑپ تڑپ رہ جائیں
دل کو سکھ دینے والے، دل کو تڑپانے والے
بھیج بھیج سندیسے اپنے مجھے ستانے والے

۲

ملنے میں مجبوری ہے پر سندیسے تو آئیں
برہ اگن بھڑکائیں، من کو تیرا نام جپائیں
تیرا نام جپائیں، من کو کیسا سکھ پہنچائیں
آشا ایک ہے اب — سندیسے آئیں، آئیں، آئیں
یاد تری جو سوئی ہوئی تھی اس کو جگانے والے
بھیج بھیج سندیسے اپنے مجھے ستانے والے

(میرا جی کے گیت)

kitaabiyat.blogspot.com

## ۱۹

جب آنے والے آئیں گے
تب سب بندھن کھل جائینگے

اب جھلمل جھلمل تارے ہیں        سب پیتم کے ہرکارے ہیں
پھر اپنا جی بہلائیں گے
آنے والے آئیں گے

اب جگمگ جگمگ چندا ہے        سپنوں کا گورکھ دھندا ہے
سپنوں میں ہم کھو جائیں گے
اور آنے والے آئیں گے

دن بیتا شام بھی بیت گئی        اور رات بھی بازی جیت گئی
کچھ دیر میں تارے جائینگے
آنے والے کب آئیں گے؟

جب آس کا گیت ہی ماند ہوا        تب دل بھی ڈھلتا چاند ہوا
اب یونہی جی بہلائیں گے
کبھی آنے والے آئیں گے

(میراجی کے گیت)

---



## ۲۰

جب جیتیں بھی ہیں ماتیں
پھر کیسی سکھ کی باتیں ہیں، جب جیتیں بھی ہیں ماتیں
جب آئی گھٹا، جب چھائی گھٹا
جب چاند چھپا، جب نور مٹا
پھر کالی کالی راتیں ہیں، اور جیتیں بھی ہیں ماتیں
اپنی
کیسی سکھ کی باتیں ہیں
جب جیتیں بھی ہیں ماتیں

۲

جب رنگ نہیں، جب رس بھی نہیں
جب روگ پر اپنا بس بھی نہیں
کیوں راگ میں رنگ کی باتیں ہیں، جب جیتیں بھی ہیں ماتیں

kitaabiyat.blogspot.com

۳

جب باتیں تھیں تب راتیں تھیں
بن برکھا کے برساتیں تھیں
دل کہتا تھا پریت کی باتیں ہیں ، یہ جیتیں بھی ہیں باتیں

۴

اب بھی پرانی ریت نہیں
اب پیت نہیں، وہ گیت نہیں
اب دل کی دل سے باتیں ہیں ، کیوں جیتیں بھی ہیں باتیں

اپنی
سونی سونی راتیں ہیں !
کیوں جیتیں بھی ہیں باتیں

(میرا جی کے گیت)



# ۲۷

چنچل، ہنس مکھ ناری ، پل میں ، دکھ کی یاد بھلا دی ساری
تیکھی چتون ، گہرا کاجل
کومل آنچل ، اڑتا بادل
انگ انگ لہرائی ڈاری ـــــــ چنچل ہنس مکھ ناری
جیوتی ماتھے کے آنگن کی
گیسو پر چھائیں ناگن کی
لاگے آنشا لبس کی ماری ـــــــ چنچل ہنس مکھ ناری
بات کا رس برکھا ساون کی
روپ کے گیت میں تان جیون کی
استھائی، انترہ سنچاری ـــــــ چنچل ہنس مکھ ناری
اندر سبھا کی بہتی دھارا
گیت بھی پیارا ، ناچ بھی پیارا

kitaabiyat.blogspot.com

پل پل چھن چھن شوبھا نیاری ـــــ چنچل ہنس مکھ ناری
کلیاں چٹکیں، بھنورے آئیں
چوس چوس کے رس اُڑ جائیں
کھلی رہے سندر پھلواری ـــــ چنچل ہنس مکھ ناری
بھید کی بات سجھائی تو نے
ایک پہیلی بجھائی تو نے
جو سُن لے بنجائے پجاری ـــــ چنچل ہنس مکھ ناری

(میراجی کے گیت)

---



# ۲۸

دھندلے پڑ گئے خواب، ہمارے، دھندلے پڑ گئے خواب
دل پہ تھکن کی گھٹا چھائی ہے، اب یہ نہیں بے تاب
ہمارے
دُھندلے پڑ گئے خواب
بیتا سماں اب جی سے بھلائیں روٹھ گیا وہ رُوپ
ہلکی ہلکی چھاؤں تھی اور ہلکی ہلکی دھوپ
اب تو تھکن کی گھٹا چھائی ہے، سکھ ہے اب سراب
ہمارے
دُھندلے پڑ گئے خواب

kitaabiyat.blogspot.com

دُھندلے پڑ گئے خواب سہانے      بھولے نادانی کے بہانے
بولو، بوجھے کون پہیلی      بھید کا بندھن کوئی نہ جانے
رُک کے، ٹھہر کے بنا ہے سفیدی اب چنچل سیماب
ہمارے
دُھندلے پڑ گئے خواب

بہتی دھارا سوکھ گئی ہے      رات نئی ہے بات نئی ہے
تان ٹوٹی ہے، گیت مٹا ہے، ساکن ہے مضراب
ہمارے
دُھندلے پڑ گئے خواب

بسی رات میں کس نے بجائی      رام دہائی! رام دہائی!
راکھ میں چنگاری کیوں سُلگی اس کی نہیں ہے تاب
ہمارے
دُھندلے پڑ گئے خواب

(میرا جی کے گیت)

---



# ۳۰

دو دن کی تھی پریم کہانی ——— مست زمانہ، مست جوانی
آنکھ کھلی تو سب کچھ فانی
دو دن کی پریم کہانی
اب تو
آنسو بھاگ ہمارے
اب تو سُونے دوار ہیں سارے

۲

پیتم اپنے پاس نہیں ہے ——— پھر ملنے کی آس نہیں ہے
اب تو جیون راس نہیں ہے
پیتم پاس نہیں ہے
اب تو
سُونے دوار ہیں سارے
اب تو آنسو بھاگ ہمارے

۳

پیتم تھے جب اپنے بس میں ـــــــ ڈوبے تھے ہم پریم کے رس میں
پریم کے وعدے، پیار کی قسمیں
اب نہیں اپنے بس میں
اب تو
جیون بازی ہارے
اب تو آنسو بھاگ ہمارے

۴

ٹوٹی پریت کی آس اب ساری ـــــــ کیسا پریم کا روگ ہے کاری
دن اندھیارا، رات اندھیاری
ٹوٹی آس ہماری
اب تو
سونے دوار ہیں سارے
اب تو آنسو بھاگ ہمارے

(میرا جی کے گیت)

---



# ۴۰

لاکھ سمجھاؤ ایک نہ مانے، دل ہے ایسا باؤلا
ہنسی ہنسی میں رونا جانے      آنکھیں کھول کے سونا جانے
نٹ کھٹ بھاؤ دکھاتے انوکھے      جیسے مداری کرے بہانے
لاکھ سمجھاؤ ایک نہ مانے، دل ہے ایسا باؤلا
جو چاہے وہ روگ لگالے      رستہ چلتے درد بڑھالے
آنکھ کو الٹی راہ بتائے      بھلا کہو تو بھلا نہ جانے
لاکھ سمجھاؤ اک نہ مانے، دل ہے ایسا باؤلا
پل میں اونچا محل بنائے      داسیاں آئیں، رانی آئے
ڈھاکے پل میں بنا بنایا      موتی رولے، کنکر چھانے
لاکھ سمجھاؤ ایک نہ مانے، دِل ہے ایسا باؤلا
ابھی ہے راجا، ابھی بھکاری      ابھی ہے سادھو، ابھی سنساری
اس چنچل کا بھید نہ پایا      کرے وہی جی میں جو ٹھانے
لاکھ سمجھاؤ ایک نہ مانے، دل ہے ایسا باؤلا

(میرا جی کے گیت)

kitaabiyat.blogspot.com

# ۵۱

ایک ہی نام پکارے مورکھ جگ میں لاکھ سہارے
گھوم رہے ہیں ستارے سارے سندر پیارے پیارے
ان کے بھید نہ جانے کوئی، ان کے بھید ہیں نیارے
ایک ہی رنگ ہے ان میں تمہارا باقی رنگ ہمارے
ان سے جس نے مکتی پائی اس کے وارے نیارے
گھوم رہے ہیں ستارے

رات نے کیسا جال بچھایا، پنچھی ڈر کے مارے
چھُپتے ہیں بیچارے
چاند چھپا ہے رات اندھیری ساری دھرتی دُکھ نے گھیری
اندھیارے کے گپت بھون سے دیپ یہ کس نے اُبھارے
گھوم رہے ہیں ستارے



آنکھ نے دیکھے دل نے سمجھے ان کے سارے اشارے
کوئی جیون بازی جیتے کوئی نربل ہارے ! !
کون گرم گت ٹارے
گھوم رہے ہیں ستارے
چنچل آشا کرے من مانی ایسے بڑھتی جائے کہانی،
ہاتھ بڑھائے پل میں پائے جیون کے رس سارے
گھوم رہے ہیں ستارے
لہریں مل کر کھائیں جھکولے دیکھ دیکھ کر دل بھی ڈولے
نیّا آپی پار لگے گی، من تو شیام پکارے !
گھوم رہے ہیں ستارے

(گیت ہی گیت)

---

# ۵۵

دامن کھائے جھکولے
موہن
بندھن کوئی نہ کھولے
صاف سُہانا دامن تیرا ، دُکھیا دِل کا بندھن میرا
لہریں ، ساگر ، ڈوبی ناؤ ، آؤ آؤ ، اب تو بچاؤ
اب تو پار لگاؤ موہن
کھائے جھکولے دامن موہن
توڑدو بندھن
جگ میں گیانی بولے یہ بانی دُنیا فانی
دُنیا فانی موہن ، اپنی بیتی جائے جوانی موہن
بندھن کوئی نہ کھولے
موہن
دامن کھائے جھکولے

(۲)

پل میں ایسا ، پل میں ویسا ، دِل کا حال ہے کیسا موہن
تو کیوں جانے — کیوں پہچانے
تیری رات سُہانی موہن



جیون میٹھی کہانی
سانس سانس امرت کا سوتا ، تیرا کنول لافانی موہن
کیوں مرجھائے
میری دُنیا فانی موہن ، تجھ تک بات نہ جائے
آس کا بادل
کیسا چنچل
ایک ہی پل کو آئے ، ڈولے ، پھر چھپ جائے
بندھن کوئی نہ کھولے
موہن
دامن کھائے جھکولے

(۳)

آشا اکیلی
بوجھے پہیلی
پھر بھی انت نہ پائے موہن
کیسے منزل آئے موہن
رستہ سُونا
اور دُکھ دُونا
راہی ڈولے بیٹھے رُلے
بندھن کوئی نہ کھولے
موہن
دامن کھائے جھکولے

(گیت ہی گیت)

kitaabiyat.blogspot.com

## ۵۸

گُنی گُنی ہر سانس پکارے، گُنی نظر نہیں آتے ہم کو
گُنی وہ جس کا ہر گُن پیارا
بن کر امرت رس کی دھارا
یوں مارے چمکارا
جیسے کالی گھٹا میں چھپ کر پلک پلک بجلی لہرائے
گُنی نظر نہیں آتے، ہم کو،

(۲)

جگ میں گُنی رستے کا تارا
کہے مسافر گُنی سہارا
بھولا رستہ سارا،
اس کہرے کو کون مٹاتے گُنی یہ آکر بھید بتاتے
گُنی نظر نہیں آتے، ہم کو

(۳)

کس نے دیکھا، کس نے اُبھارا
کون ہے بیری کون ہے پیارا
موہ کا کھیل ہے سارا،
اس دھوکے سے کون نکالے، ایسے جال سے کون چھڑاتے
گُنی نظر نہیں آتے، ہم کو،
(گیت ہی گیت)

---



## ۶۱

تم دُور ہی دُور سے دیکھو ہمیں
ہم دُور ہی دُور سے دیکھیں تمہیں
یونہی ناؤ بہے، ندّی بھی بڑھے، بڑھتے بڑھتے ساگر سے ملے

(۲)

آئے نہ کنارا پاس کبھی
ہو پوری نہ دل کی آس کبھی
کوئی آہ بھرے، کوئی چُپ ہی رہے، جیسے پھلواری میں ہوں پھول کھلے
تم دُور ہی دُور سے دیکھو ہمیں
ہم دُور ہی دُور سے دیکھیں تمہیں

(۳)

سچ بات یہ ہے ہمیں پریت نہیں
جہاں ہار نہیں، وہاں جیت نہیں
اب جو بھی سُنے چاہے تو ہنسے، چاہے تو کہے کیا بات کہی!

kitaabiyat.blogspot.com

(۴)

آکاش پہ تم اک تارا ہو
چاہے اور کا چاہے ہمارا ہو
یہ بات پہیلی بن بوجھی جب بوجھ چکے تو مات کہی!

(۵)

جب ایسی نربل کامنا ہو
سنجوگ سے کیسے سامنا ہو
جو دُکھ آئے سہنا جائے، پریمی کا دوش یہ اپنا ہے

(۶)

ہم ایسا جھولا جھولتے ہیں
جو بیت چکے اُسے بھولتے ہیں
یہ گیان یہ دھیان ہے رکھوالا ہر بات یہاں کی سپنا ہے

(گیت ہی گیت)

---



# ۶۲

تم کون ہو یہ تو بتاؤ ہمیں
کیا تم سپنوں کی مایا ہو        یا اس جیون کی چھایا ہو
یونہی جال میں مت اُلجھاؤ ہمیں
تم کون ہو یہ تو بتاؤ ہمیں
دھرتی پر پھیلا جنگل ہو        آکاش کا چنچل بادل ہو
یہ پہیلی آج بجھاؤ ہمیں
تم کون ہو یہ تو بتاؤ ہمیں
کیا پہلے کبھی سنجوگ ہوا        یا آج ہی دل کو روگ ہوا
بولو بھی ۔ نہ اب ترساؤ ہمیں
تم کون ہو یہ تو بتاؤ ہمیں
کبھی آپ ہی آگ لگاتی ہو        کبھی آپ ہی اس کو بجھاتی ہو
کیسی ریت ہے آؤ سجھاؤ ہمیں
تم کون ہو یہ تو بتاؤ ہمیں

(گیت ہی گیت)

kitaabiyat.blogspot.com

## ۶۴

چلو اب سے پل کا ساتھ سہی     ایک رات کی چنچل بات سہی
امرت کی برکھا دھوکا ہے     تو ساون کی برسات سہی
ہاں، اب سے موہ کی گھات سہی
تری جیت سہی مری مات سہی

(۲)

ترے ہاتھ سے ہاتھ جو مل نہ سکا     آشا کا کنول جو کھل نہ سکا
یہی دھیان تسلی دیتا ہے     کیا ذکر جو پربت ہل نہ سکا
چلو اب سے اپنا ہات سہی
تری جیت سہی مری مات سہی

(۳)

ساگر میں خود کو ڈبو نہ سکی     جی بھر کر آشا رو نہ سکی



یہ سنگت بھی دُوری ہی رہی     جو بات کہی وہ ہو نہ سکی
جو بات سنی وہی بات سہی
تری جیت سہی مری مات سہی

(۴)

کوئی کہہ دے پریم پجاری سے     اس کیاری سے اس کیاری سے
ہر رنگ لبھاتا ہے دِل کو،     مطلب ہے ہمیں پھلواری سے
جب پھول نہیں تو پات سہی
تری جیت سہی مری مات سہی

(۵)

اب جگ کی ریت کو مان لیا     اس بھید کو ہم نے جان لیا
جب جھوٹ کا جادو دل پہ ہوا     تب جیون کو پہچان لیا
دن رات نہیں، اک رات سہی
تری جیت سہی مری مات سہی

(گیت ہی گیت)

kitaabiyat.blogspot.com

# ۶۶

دُور جو ہے وہ رہے اکیلا پاس بُلائے کون ؟
دل کا درد مٹائے کون
سدا رہے جس گھر میں اندھیرا اس میں جائے کون ؟
سکھ کی تان لگائے کون
راہ میں تھک کر بیٹھا راہی لے ڈوبی آنکھوں کی سیاہی
ماتھے پر لکھی ہے تباہی اس کو بچائے کون ؟
آگے راہ بجھائے کون
سُر ملنے پر ہے جنم گیت کا ڈھب ہے انوکھا جگ میں پیت کا
نیّا پار لگائے کون؟
لاج کا پردا جھوٹی مایا اس کا بھید کسی نے نہ پایا



گھر گھر چلتا پھرتا سایا ، اس کو مٹائے کون ؟
ایسا دھوکا کھائے کون ؟
مورکھ جو بھی کرے من مانی سب جگ سنتا جائے کہانی
سب کی بانی آنی جانی پھر سمجھائے کون ؟
اس کو راہ بتلائے کون
اُڑتا بادل دور کا درشن جھلکے تارا ، چمکے آنگن
جب تک کھُلنے پائے نہ بندھن دھیر بندھائے کون
تب تک جی بہلائے کون؟

(گیت ہی گیت)

---

# ۹۵

## دوگانا

اب کوئی ہم کو ستائے نہیں
ہمیں نردئی مورت بھائے نہیں
جب کوئی کسی کو رُلائے نہیں
تو جیون میں رس آئے نہیں

جیون کا بوجھ نبھے کیسے جب پریمی امرت پائے نہیں
کانٹے کی چُبھن کا ڈر ہو جسے وہ پھلواری میں جائے نہیں
اُسے مندر میں کیوں آنے دیں جو دیوی بن کے بلائے نہیں
کوئی آپی آپ منے کیسے جب کوئی کسی کو منائے نہیں
رستے پر پاؤں بڑھے کیسے جب دور سے کوئی رجھائے نہیں
جب دل کی لگن میں من ہو مگن دُکھ سکھ کی سوچ ستائے نہیں

ہمیں نردئی مورت بھلائے نہیں
اب کوئی ہم کو ستائے نہیں
جب کوئی کسی کو رُلائے نہیں
تو جیون میں رس آئے نہیں

(گیت ہی گیت)

---



# ۹۶

امرت رس کی کومل کلی، گجُری دُودھ بیچن چلی
پیا سے بٹُو ہی نین بھر آویں۔ دیکھن لاگے بھلی
گجُری دودھ بیچن چلی

رستہ چلتے آستا پھول آئی پریم کی گلی،
قسمت بیرن، پھول کی ڈالی موہ اگن میں جلی
گجُری دُودھ بیچن چلی

(گیت ہی گیت)

## ۱۱۷

کیسے کھلا یہ رین جھروکا کس نے کنڈی کھولی
پھوٹ بہتی آکاش کی گنگا چاند نے صورت دھولی
پھول پہ اوس کی بوندیں دیکھیں
جیسے جگمگ جگنو چمکیں
ایسے لائی رات کی دیوی بھر کر اپنی جھولی
چھم چھم ناچتی کرنیں آئیں
ناچ ناچ میں گیت سنائیں
گیت کی دھن ہے اتی منوہر میٹھی گیت کی بولی
دن ڈوبا تو رات سجی ہے
چندا کی بارات سجی ہے
آگے آگے چندا ماموں پیچھے پیچھے ڈولی
تارے ہیں چندا کے ساتھی
ننھے ننھے یہ باراتی
سکھ آنند سے جھوم کے ناچیں کھیلیں آنکھ مچولی

(آئین رنگ)

---



## ۱۲۴

پھول کھلے مرجھائے
بسنت سہانی کیسے ؟
پریمی بتائے بیتے جیسے
کچھ بھی ہاتھ نہ آئے
پھول کھلے مرجھائے

بن میں جاگے پات
نہیں کوئی ساتھ کسی کے
کچھ بھی نہ آئے ہاتھ کسی کے
جیت بھی جگ میں مات
بن میں جاگے پات

kitaabiyat.blogspot.com

چلے ہوا کرے بین
سنائے دل کی باتیں

بس بن گئیں امرت برساتیں
کیسے کٹیں دن رین
چلے ہوا کرے بین
کھائے جھکولے دھیان

نہ سکھ کی ایک بھی سوجھے

دکھ، پہیلی کون یہ بوجھے
اس کی کیا پہچان
کھائے جھکولے دھیان

کون ہے کس کا میت

یہ کس نے جانا جگ میں

پیت کو کب پہچانا جگ میں
عمر گئی یوں ہی بیت
کون کسی کا میت

(نیا دور کراچی)

---



## ۱۲۶

جگ چاہے سو کرے، من میرا جوگی رُوپ دھرے

ہار بھی ہے جیت بھی ہے   پورم پار کی ریت یہی ہے
کرنی کا ہر کوئی ساتھی ،   بھرنی آپ بھرے
من میرا جوگی رُوپ دھرے

ڈوبن ہاری دیکھی نیّا   دور ہی دور سے بولے کھویا
جیون نیّا اجتن کی مایا ڈوبے چاہے ترے
من میرا جوگی رُوپ دھرے

جانو اس کو پُتلا بس کا ،   اہنکار ہیں انت ہو جس کا
پائے گیان ابھیمان جو چھُوڑے جیتے جی نہ مرے
من میرا جوگی روپ دھرے

kitaabiyat.blogspot.com

دل میں دھیان کی بھڑکی جوالا      پل میں موہ بھسم کر ڈالا
اب ہے من میں سدا اُجالا کھوٹے بھی ہیں کھرے
من میرا جوگی رُوپ دھرے

سن لی جب ہر ایک کہانی      رہی نہ کوئی نئی پرانی
اب تو لگن لگی سا جن سے جو چاہے سو کرے
من میرا جوگی روپ دھرے

(نیا دور کراچی)

---



# گیت

چاہے نہ مجھے گو دِل تیرا، تو مجھ کو چاہ بڑھانے دے
اک پاگل پریمی کو اپنی چاہت کے نغمے گانے دے

تُو رانی پریم کہانی کی، چُپ چاپ کہانی سُنتی جا
یہ پریم کی بانی سنتی جا، پریمی کو گیت سنانے دے

یہ چاہت میرا جذبہ ہے، میرے دِل کا میٹھا نغمہ
ان باتوں سے کیا کام تجھے، ان باتوں کو کہہ جانے دے

تُو دُور اکیلی بیٹھی ہے سُکھ سندرتا کی دُنیا میں
مَیں دُور بہا جاتا ہوں پریم کی ندی میں بہہ جانے دے

kitaabiyat.blogspot.com

گر بھونرے سے اس جذبے کا تُو گیت جوابی گا بیٹھی
یہ جادُو سب مٹ جائے گا اس کو جوبن پر آنے دے

ہاں، جیت میں نشہ کوئی نہیں، نشہ ہے جیت سے دُوری میں
یہ راہ رسیلی چلتا ہوں، اِس راہ پہ چلتا جانے دے

ماہنامہ "ادبی دنیا" جنوری ۱۹۳۹ء



# ۱

نگری نگری پھرا مسافر گھر کا رستا بھُول گیا
کیا ہے تیرا کیا ہے میرا اپنا پرایا بھُول گیا
کیا بھُولا، کیسے بھُولا، کیوں پوچھتے ہو؟ بس یوں سمجھو
کارن دوش نہیں ہے کوئی بھولا بھالا بھُول گیا
کیسے دن تھے، کیسی راتیں کیسی باتیں گھاتیں تھیں
من بالک ہے پہلے پیار کا سُندر سپنا بھول گیا
اندھیارے سے ایک کرن نے جھانک کے دیکھا، شرمائی
دھندلی چھب تو یاد رہی کیسا تھا چہرہ، بھُول گیا
یاد کے پھیر میں آ کر دل پر ایسی کاری چوٹ لگی
دُکھ میں سکھ ہے سُکھ میں دُکھ ہے بھید یہ نیارا بھُول گیا
ایک نظر کی، ایک ہی پل کی بات ہے ڈوری سانسوں کی
ایک نظر کا نور مٹا جب اک پل بیتا، بھول گیا
سُوجھ بُوجھ کی بات نہیں ہے من موجی ہے مستانہ
لہر لہر سے جا سر پٹکا، ساگر گہرا، بھُول گیا

ہنسی ہنسی میں، کھیل کھیل میں، بات کی بات میں رنگ مٹا
دل بھی ہوتے ہوتے آخر گھاؤ کا رِسنا بھول گیا
اپنی بیتی جگ بیتی ہے جب سے دل نے جان لیا
ہنستے ہنستے جیون بیتا رونا دھونا بھول گیا
جس کو دیکھو اُس کے دل میں شکوہ ہے تو اتنا ہے
ہمیں تو سب کچھ یاد رہا — پر ہم کو زمانہ بھول گیا
کوئی کہے یہ کس نے کہا تھا کہہ دو جو کچھ جی میں ہے
میراؔجی کہہ کر پچھتایا اور پھر کہنا بھول گیا

(تیلین رنگ)



## ۴

چاند ستارے قید ہیں سارے وقت کے بندی خانے میں
لیکن میں آزاد ہوں ساقی چھوٹے سے پیمانے میں

عمر ہے فانی، عمر ہے باقی اس کی کچھ پروا ہی نہیں
تو یہ کہہ دے وقت لگے گا کتنا آنے جانے میں

تجھ سے دوری، دوری کب تھی، پاس اور دور تو دھوکا ہیں
فرق نہیں انمول رتن کو کھو کر پھر سے پانے میں

دو پل کی تھی اندھی جوانی، نادانی کی، بھر پایا
عمر بھلا کیوں بیتے ساری رو رو کر پچھتانے میں

kitaabiyat.blogspot.com

پہلے تیرا دیوانہ تھا اب ہے اپنا دیوانہ
پاگل پن ہے ویسا ہی کچھ فرق نہیں دیوانے میں

خوشیاں آئیں؟ اچھا، آئیں، مجھ کو کیا احساس نہیں
سُدھ بُدھ ساری بھول گیا ہوں دکھ کے گیت سنانے میں

اپنی بیتی کیسے سنائیں بدمستی کی باتیں ہیں
میرا جی کا جیون بیتا پاس کے اِک مے خانے میں

(تین رنگ)



# ٦

زندگی ایک اذیّت ہے مجھے
تجھ سے ملنے کی ضرورت ہے مجھے

دِل میں ہر لحظہ ہے صرف ایک خیال
تجھ سے کس درجہ محبت ہے مجھے

تری صورت، تری زلفیں، ملبوس
بس انھی چیزوں سے رغبت ہے مجھے

مُجھ پہ اب فاش ہوا رازِ حیات
زیست اب سے تری چاہت ہے مجھے

تیز ہے وقت کی رفتار بہت
اور بہت تھوڑی سی فرصت ہے مجھے

kitaabiyat.blogspot.com

سانس جو بیت گیا، بیت گیا
بس اسی بات کی کلفت ہے مجھے

آہ میری ہے تبسّم تیرا
اس لیے درد بھی راحت ہے مجھے

اب نہیں دل میں مرے شوقِ وصال
اب ہر اک شے سے فراغت ہے مجھے

اب نہ وہ جوششِ تمنّا باقی
اب نہ وہ عشق کی وحشت ہے مجھے

اب یُونہی عُمر گزر جائے گی
اب یہی بات غنیمت ہے مجھے

(تین رنگ)

---



# ۹

ڈھب دیکھے تو ہم نے جانا دِل میں دھن بھی سمائی ہے
میراجی دانا تو نہیں ہے عاشق ہے، سودائی ہے

صبح سویرے کون سی صورت پھلواری میں آئی ہے
ڈالی ڈالی جھوم اُٹھی ہے، کلی کلی لہرائی ہے

جانی پہچانی صورت کو اب تو آنکھیں ترسیں گی
نئے شہر میں جیون دیوی نیا روپ بھر لائی ہے

ایک کھلونا ٹوٹ گیا تو اور کئی مِل جائیں گے
بالک! یہ انہونی تجھ کو کس بَیری نے سجھائی ہے

kitaabiyat.blogspot.com

دھیان کی دُھن ہے امر گیت، پہچان لیا تو بولے گا
جس نے راہ سے بھٹکایا تھا، وہی راہ پر لائی ہے

بیٹھے ہیں پھلواری میں دیکھیں، کب کلیاں کھلتی ہیں
بھنور بھاؤ تو نہیں ہے، کس نے اتنی راہ دکھائی ہے؟

جب دِل گھبرا جاتا ہے تو آپ ہی آپ بہلتا ہے
پریم کی ریت اسے جانو پر ہونی کی چترائی ہے

اُمّیدیں، ارمان سبھی جل دے جائیں گے، جانتے تھے
جان جان کے دھوکے کھائے جان کے بات بڑھائی ہے

اپنا رنگ بھلا لگتا ہے — کلیاں چٹکیں، پھول بنیں
پھول پھول یہ جھوم کے بولا: کلیو! تم کو بدھائی ہے

آبشار کے رنگ تو دیکھے لگن منڈل کیوں یاد نہیں
کس کا بیاہ رچا ہے؟ دیکھو! ڈھولک ہے شہنائی ہے



ایسے ڈولے من کا بجرا جیسے نین بیچ ہو کجرا
دل کے اندر دھوم مچی ہے جگ میں اُداسی چھائی ہے

لہروں سے لہریں ملتی ہیں ساگر اُمڈ آتا ہے،
منجدھار میں بسنے والے نے ساحل پر جوت جگائی ہے

آخری بات سنائے کوئی، آخری بات سنیں کیوں ہم نے
اس دُنیا میں سب سے پہلے آخری بات سنائی ہے

(تین رنگ)

# ۱۰

دل محوِ جمال ہو گیا ہے
یا صرف خیال ہو گیا ہے

اب اپنا یہ حال ہو گیا ہے
جینا بھی محال ہو گیا ہے

ہر لمحہ ہے آہ آہ لب پر
ہر سانس وبال ہو گیا ہے

وہ درد جو لمحہ بھر رُکا تھا!
مُژدہ کہ بحال ہو گیا ہے

چاہت میں ہمارا جینا، مرنا
آپ اپنی مثال ہو گیا ہے

پہلے بھی مصیبتیں کچھ آئیں
پر اب کے کمال ہو گیا ہے

(نیا دور کراچی)



# ۱۲

لذّتِ شام، شبِ ہجر خداداد نہیں
اِس سے بڑھ کر ہمیں رازِ غمِ دل یاد نہیں
کیفیتِ خانہ بدوشانِ چمن کی مت پُوچھ
یہ وہ گُلہائے شگفتہ ہیں جو برباد نہیں
یک ہمہ حُسنِ طلب، یک ہمہ جانِ نغمہ
تم جو بیداد نہیں ہم بھی تو فریاد نہیں
زندگی سیلِ تنِ آساں کی فراوانی ہے
زندگی نقش گرِ خاطرِ ناشاد نہیں!
اُن کی ہر اِک نگہ آموختۂ عکسِ نشاط
ہر قدم گرچہ مجھے سعیِ اُستاد نہیں
دیکھتے دیکھتے ہر چیز مٹ جاتی ہے
جنّتِ حُسنِ نفس و جنّتِ شدّاد نہیں
ہر جگہ حُسنِ فزوں اپنی مہک دیتا ہے
باعثِ زینتِ گُل تو قدِ شمشاد نہیں
خانہ سازانِ عناصر سے یہ کوئی کہہ دے
پُرسکوں آبِ رواں، نوحہ کناں باد نہیں

(نیا دور کراچی)

# ١۵

خاکِ جامِ مے ہے گردِ کارواں
اب نہیں اندیشۂ سود و زیاں
اب نفس کا زیر و بم کیا ہے؟ فقط
حاصلِ اُمیدِ مرگِ ناگہاں
عشرتِ حُسنِ نظر ہے بازگشت
اور تفکر اک فریبِ رائیگاں!
اب نجاتِ دائمی ہے ایک لفظ
اور وہ اک لفظ بھی رازِ عیاں
ایک پردہ روز و شب شام و سحر
راز جُو اور جُستجو کے درمیاں
اک تخیل کے سوا کچھ بھی نہیں
رشتۂ دورِ زماں دورِ مکاں



باعثِ غیض و غضب، روحِ لطیف
وجہِ بہجت، صرفِ جسمِ ناتواں
حاصلِ عُمرِ دو روزہ ہے بہت
گر کبھی منزل کرے عمرِ رواں
کیوں نہ یہ تارِ رگِ جاں توڑیے
دیکھیے پھر کیوں نہ عیشِ جاوداں
سوچتے ہی سوچتے آیا خیال!
کچھ نہیں ہستی سوائے جسم و جاں
وقت کی پرواز کے ہمدوش ہی!
بہتا جائے گا یہ دریائے رواں
تم بھی یہ کہتے ہوئے بڑھتے چلو
اَلاماں! منزل کہاں، منزل کہاں؟

(سیپ کراچی)

kitaabiyat.blogspot.com

## ۱۶

غم کے بھروسے کیا کچھ چھوڑا کیا اب تم سے بیان کریں
غم بھی راس نہ آیا دل کو، اور ہی کچھ سامان کریں
کرنے اور کہنے کی باتیں کس نے کہیں اور کس نے کیں
کرتے کہتے دیکھیں کسی کو ہم بھی کوئی پیمان کریں
بھلی بُری جیسی بھی گزری اُن کے سہارے گزری ہے
حضرتِ دل جب ہاتھ بڑھائیں ہر مشکل آسان کریں
ایک ٹھکانا آگے آگے پیچھے پیچھے مسافر ہے
چلتے چلتے سانس جو ٹوٹے منزل کا اعلان کریں
میر ملے تھے میراجی سے باتوں سے ہم جان گئے
فیض کا چشمہ جاری ہے، حفظ اُن کا بھی دیوان کریں

(خیال مبیّ)



## ۱۷

جیسے ہوتی آئی ہے ویسے بسر ہو جائے گی
زندگی اب مختصر سے مختصر ہو جائے گی
گیسوئے عکسِ شبِ فرقت پریشاں اب بھی ہے
ہم بھی تو دیکھیں کہ یوں کیوں کر سحر ہو جائے گی،
انتظارِ منزلِ موہوم کا حاصل یہ ہے
ایک دن ہم پر عنایت کی نظر ہو جائے گی،
سوچتا رہتا ہے دل یہ ساحلِ اُمّید پر
جستجو آئینۂ مدّ و جزر ہو جائے گی
دردکے مشتاق گستاخی تو ہے لیکن معاف
اب دُعا اندیشہ یہ ہے کارگر ہو جائے گی
سانس کے آغوش میں ہر سانس کا نغمہ یہ ہے
ایک دن اُمید ہے ان کو خبر ہو جائے گی،

(شعر و حکمت)

kitaabiyat.blogspot.com

# غزل

نہیں سُنتا دِل ناشاد میری ہوئی ہے زندگی برباد میری

رہائی کی اُمیدیں مجھ کو معلوم تسلّی کر نہ اے صیاد میری !

نہیں ہے بزم میں ان کی رسائی یہ کیا فریاد ہے فریاد میری

میں تم سے عرض کرتا ہوں صد شوق سنو گر سن سکو رو داد میری

مجھے ہر لمحہ آئے یاد تیری
کبھی آئی تجھے بھی یاد میری



# مجھ کو تینوں یکساں ہیں

جب ہو مجھ کو عشق کسی سے
ماہِ سیمیں مہرِ زرّیں اور روئے دلدار
مجھ کو تینوں یکساں ہیں

عشق میں جب کامل ہو جاؤں
آتشِ سوزاں خارِ مغیلاں اور ہجرِ دلدار
مجھ کو تینوں یکساں ہیں

عشق میں جب بے خُود ہو جاؤں
شاہِ جہاں علامۂ دوراں اور گدائے خوار
مجھ کو تینوں یکساں ہیں

kitaabiyat.blogspot.com

جب میں اس کے گھر کو دیکھوں
باغ و بستاں    اور چراغاں    اور اس کی دیوار
مجھ کو تینوں یکساں ہیں

جب میں اس دنیا سے جاؤں
ایک بھکاری    ایک پجاری    ایک بڑا زردار
مجھ کو تینوں یکساں ہیں



# نئی بات، پرانی بات

کچھ بات عجب ہے اور نئی ان لمحوں میں
کچھ بات پرانی بھی ہے اتنی جتنا پرانا وقت کا راگ !
کچھ بات نئی ہے ان میں جیسے تم نے دبایا ہات مرا !
کچھ بات نئی ہے ان میں جیسے سُورج کی زریں کرنیں !
کچھ بات نئی ہے ان میں جیسے آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں !
ساگر کے کھولتے پانی پر کچھ رنگ سا کرتی جاتی ہیں !
کچھ بات نئی ہے ان میں جیسے چاند کی ٹھنڈی سی کرنیں
پیڑوں سے چھن کر آتی ہیں اور موہن سائے بناتی ہیں !

kitaabiyat.blogspot.com

کچھ بات نئی ہے ان لمحوں میں جو اس وقت میں بھی ہوگی

جس وقت نہ ہوں گے تُو اور مَیں !

ہاں بات نئی ایسے جیسے پانی ساحل پر سر ٹپکے !



# بات چیت

①

تُو ایسے مسافرخانے میں کس کام سے آئی یہ تو بتا
پنگھٹ یہ نہیں میلہ یہ نہیں
کوئی موجوں کا ریلہ یہ نہیں
اس رُوپ سے نئے زمانے میں کس کام سے آئی یہ تو بتا

②

پنگھٹ پہ کوئی رغبت ہی نہیں
بیتے جگ کی سنگت ہی نہیں
کیا بھید ہے تیرے آنے میں، کس کام سے آئی یہ تو بتا

kitaabiyat.blogspot.com

(۳)

کیا رستہ بھول کے آئی ہے
یا منزل تجھ کو لائی ہے
میخانہ ہے، میخانے میں، کس کام سے آئی یہ تو بتا

(۴)

مانا دیوی ہے جنگل کی
اور ایک پری نرمل جل کی
آؤں گا نہ یوں بہکانے میں، کس کام سے آئی یہ تو بتا

(۵)

ہم تیری باتیں جان گئے
تیرا جادو پہچان گئے
بیتے کی عمر منانے میں، کس کام سے آئی یہ تو بتا

(۶)

کوئی راہ دکھائی دیتی نہیں
آنکھیں ہیں کہیں اور دل ہے کہیں



دِل اُلجھا تانے بانے میں، کس کام سے آئی یہ تو بتا

(۷)

چھوڑیں گے نہ اب تو اکیلی کو
آ مل کر بوجھیں پہیلی کو
سنگت کر بھید سجھانے میں، کس کام سے آئی یہ تو بتا

kitaabiyat.blogspot.com

# خودکشی

پہلے میں سمجھتی تھی کہ یہ ہے دعوت کے ہنگامے کا اثر
دعوت ہی میں اُس نے پہلے پہل کھوئی آنکھوں سے دیکھا تھا
اور میں یہ سمجھتی تھی شاید اک تازہ ہوا کا جھونکا ہے
دو چار ملاقاتیں اور وہ اُس کے یہاں کوئی اُس کے یہاں
میرے گیسو سہلاتا ہُوا، سہلاتے ہوتے بڑھ جاتا ہے
دو چار ملاقاتوں میں بھلا کوئی عُمر کا پیماں کرتا ہے
میں تو یہ سمجھتی تھی دُنیا بدلی، دل بھی بدلے ہوں گے
ہاں، میں تو سمجھتی تھی سو کھیلوں میں اک کھیل محبت ہے



اور پہلی نظر کی چاہت اک دھوکا ہے بیتے زمانے کا
اب دنیا میں کوئی کام نہیں مجنوں ایسے دیوانے کا
لیکن وہ تو مجنوں نکلا، گھر جاتے ہی اُس نے فون کیا
پھر فون کیا، پھر فون کیا، اور بات کوئی کہنے کی نہ تھی
میں سمجھا تھا شاید مجھ کو آپ کے فون کا نمبر بھول گیا
ہاں! بات یہ تھی کیا آپ کلب گھر اپنی کار پہ آئیں گی ؟
وہ ـــــ آپ کا ریکٹ زیدی صاحب سے میں لے آتا ہوں
اچھا صاحب! جو آپ کے جی میں آئے وہ کرتے رہیے گا
پھر گھنٹی بجی، اب بھی ہے وہی "ہیلو"، ہی سے میں پہچان گئی
جھٹ فون کو یُوں کانوں رکھا (اب آپ ہی چُپ ہو جائے گا)
پر فون کی گھنٹی بجتی رہی، بجتی ہی رہی، بجتی ہی رہی
اور پھر اک روز یہ زیدی صاحب ہی سے مجھے معلوم ہوا
باتوں باتوں میں وہ کہنے لگے اُس شخص کو تم سے محبت ہے
میں بولی، کہ ہو گی! ہونے دو، بھلا اس میں کیا قصور ہمارا ہے ؟

kitaabiyat.blogspot.com

ہم اپنا دِل بہلاتے ہیں وہ بھی اپنا دِل بہلائیں
اِس دنیا میں کوئی کام نہیں، مجنوں ایسے دیوانے کا
وہ کہنے لگے یہ بات نہیں، وہ شخص ہے اور زمانے کا
اور آج مرے ہاں آیا تھا۔ میں نے پُوچھا کیا کہتا تھا؟
وہ بولے اپنے منہ سے اُسے کہنے کی ضرورت ہی کب تھی؟
اُس کے لفظوں میں یوں سمجھو۔ گھنگھور گھٹا گھر کے غم کی
اس کی ہستی کو گھیرے تھی۔ میں بولی کیا وہ شاعر ہے؟
زیدی بولے شاعر تو نہیں، پر شاعر سے کچھ کم بھی نہیں
میں نے ہنستے ہنستے یہ کہا کچھ کھا کے کہیں وہ سو نہ رہے
زیدی بولے تم ہنستی ہو اور اُس سے یہ بھی دُور نہیں
آئندہ کلب میں جب بھی ملو تو بات ذرا ڈھب سے کرنا
اور مجھ کو شرارت سوجھی، اٹھی اور اُٹھ کر فون کیا
پَر فون کی گھنٹی بجتی رہی، بجتی ہی رہی، بجتی ہی رہی

kitaabiyat.blogspot.com